فضائل و مناقب

سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تصنیف:

شیخ المحدثین امام عبدالرؤف المناوی

۹۵۲-۱۰۳۱

ترجمہ:

علامہ محمد اکبر علی خاں قادری

عالمی دعوتِ اسلامیہ

1- فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور، فون 7594003

نام کتاب .... اتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب والفضائل

تصنیف .... امام عبد الرؤف المناوی

نام ترجمہ .... فضائل و مناقب سیدہ فاطمۃ الزہراؓ

مترجم .... علامہ اکبر علی خاں قادری ایم اے، فاضلِ درسِ نظامی

خطاطی .... سید قمر الحسن ضیغم قادری

ناشر .... عالمی دعوتِ اسلامیہ

طابع .... سہیل لطیف

انتساب

اوّلین کاوش

اہلِ بیت اطہار کی بارگاہ میں

باریابی کی امید پر۔

احقر

اکبر علی خاں قادری

عالمِ بشریت کے کسی بھی فرد کے لیے اس سے بڑھ کر سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ اسے ان مقدس و محترم ہستیوں میں سے کسی کی شان، قدر و منزلت اور مقام و مرتبت کے بیان کا موقع ملے، جن کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ رب العزت نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی تعلق کی یہ جہت تعلیم فرمائی ہے۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔

میں بارگاہِ الوہیت میں جس قدر بھی شکر و نیاز مندی بجا لاؤں کم ہے کہ اس نے مودت اہلِ بیت کے اظہار کا موقع، فضائل و مناقب سیدہ فاطمۃ الزہراؓ امام عبد الرؤف مناویؒ کی عربی تصنیف کے اردو ترجمہ کی صورت عطا فرمایا۔ یہ یقیناً اللہ اور اس کے رسول کا عظیم احسان ہے۔

یوں تو سیدہ کے فضائل و مناقب پر بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جاتا رہے گا۔ مگر امام عبد الرؤف مناویؒ نے عربی زبان میں اس تالیف کی صورت میں آپ کے فضائل و مناقب کا جو ذخیرہ جمع کر دیا ہے وہ اپنی مثال آپ اور ماخذ کا درجہ رکھتا ہے۔ شیخ ایک مستند و محقق محدث ہیں۔ چنانچہ آپ کا یہ کام ایک ایسی بلند پایہ تحقیق کا درجہ رکھتا ہے جس میں بیان کردہ سیدہ کے فضائل و مناقب کی ایک ایک سطر کا استناد صحیح احادیث نبویہ سے لیا گیا ہے۔ نیز نقد و جرح کا حق ادا کرتے ہوئے جملہ روایات کا تجزیہ یوں کیا گیا ہے کہ پورا بیان ایک صاف و شفاف آئینہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ چنانچہ اس محققانہ تالیف کا اردو ترجمہ یقیناً اردو زبان میں اس موضوع پر ایک گرانقدر اور مستند اضافہ ہے۔

کسی عربی تصنیف کو اردو میں منتقل کرنا، جوئے شیر لانے سے کم
لسانیات کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جب تک دونوں زبانوں پر کامل عبور نہ ہو
ادا نہیں ہو سکتا۔ زیر نظر کاوش فضائل و مناقب سیدہ فاطمۃ الزہرا جو
کوشش ہے اس کے فنی حسن و قبح پر میں تو کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہو
قارئین کرام ہی فرمائیں گے۔ البتہ دریں سلسلہ میں استاذی المکرم، استا
محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری مدظلہ العالی کی ان شفقتوں کو
پاؤں گا جو انہوں نے اس کام کی تکمیل کے سلسلہ میں فرمائیں۔ میرے جیسے
ترجمے کے کام پر لگانا، ہر قدم پہ حوصلہ افزائی کرنا مشکلات میں ڈھارس بن
سب سے بڑھ کر یہ کہ میرے کئے ہوئے ٹوٹے پھوٹے طالب علمانہ کام
فرمانا، ایسے امور ہیں جو ناقابل فراموش بھی ہیں اور قابل صد شکر بھی

تقدیم میں آپ نے جو کلمات اس حقیر کے بارے میں تحر
میرا دامن ان سے خالی ہے۔ یہ ان کی شفقت اور دعائیں ہیں
لیے نہایت ہی قیمتی سرمایہ ہیں۔

واجب الاحترام استاذ مکرم اعلیٰ پائے کے محقق و فقیہ، محدث و م
فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ مترجمین کی صف میں بھی بلند مقام کے حامل
عربی کتب، اردو میں منتقل کر چکے ہیں۔ آپ کی ترجمہ کردہ کتب اپنی روانی
اور آسان فہمی کی بناء پہ خواص و عوام میں قبولیت و شہرت رکھتی ہیں۔
کاوش شاید منظر عام پر نہ آتی اگر آپ کی رہنمائی میسر نہ ہوتی۔ چنانچہ میرا دا
لیے شکر و سپاس کے ان تمام جذبات سے معمور و لبریز ہے جو ایک ش
گرامیقدر استاد کے لیے دل میں رکھتا ہے۔

شکر و سپاس کے یہ چند جملے شکایت کناں رہیں گے اگر محترم خلیل ال

مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی دعوتِ اسلامیہ (پاکستان) کے ان قیمتی مشوروں کا ذکر نہ کیا جائے جو اس کام کی تکمیل میں رہنما ثابت ہوئے۔ علاوہ ازیں کتابت وخطاطی کے لیے سیّد قمرالحسن ضیغم قادری، طباعت وزیبائی کے لیے سہیل لطیف اور مصنّف علامہ کے حالات کی ترتیب وتدوین کے لیے محترم حافظ محمد اشفاق جلالی اور ڈاکٹر محمود احمد ساقی صاحب کی کاوشیں بھی اس موقع پر شکریہ کی مستحق ہیں۔

آخر میں میں اپنی تمام تر کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دوبارہ شکر بجالاتے ہوئے یہی عرض کرونگا کہ ؎

یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

احقر

محمد اکبر علی خاں قادری

تقدیم

مفتی محمد خاں قادری

کتاب وسنّت کی متعدد نصوص شاہد عادل ہیں کہ اہلِ بیتِ نبوی سے محبت ایمان کا تقاضا ہے۔ اس تقاضے کے تحت جن اسلاف نے اہلِ بیت کے فضائل اور ان کی سیرت پہ کتب لکھیں ان میں امام عبدالرؤف المناوی کی شخصیت نمایاں ہے۔ آپ نے مناقبِ اہلِ بیت پر "الصفوۃ فی مناقب اھل بیت" کے نام سے کتاب تحریر کی جس میں تمام افرادِ اہلِ بیت کے فضائل پہ گفتگو کی ہے۔ لیکن ایک مکمل کتاب سیدہ کائنات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا پہ لکھی جس کا نام انہوں نے "اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب والفضائل" رکھا۔ اس قیمتی کتاب کو ۱۹۸۷ء میں مکتبۃ القرآن مصر نے شیخ عبداللطیف عاشور کی تحقیق و تعلیق کیساتھ شائع کیا۔

خیال تھا کہ اسے کوئی صاحب علم وفضل اردو زبان میں منتقل کر دے تاکہ اہلِ برصغیر اس سے مستفیض ہوسکیں۔ الحمد للہ ہمارے ایک نوجوان فاضل اکبر علی خاں زید علمہ نے نہایت محنت کر کے اس کا ترجمہ کیا۔ اگرچہ یہ ان کی ابتدائی کوشش ہے مگر نہایت کامیاب اور عمدہ ـــــــ موصوف جدید و قدیم علوم سے بہرہ ور ہیں۔ سنجیدہ فکر اور صائب الرائے شخصیت کے مالک ہیں۔ اپنے سینے میں امتِ مسلمہ کے لیے درد رکھنے والے ہیں۔ نوعمری ہی میں اللہ رب العزت

نے انہیں اپنے خصوصی لطف وکرم سے جن اوصاف سے متصف فرمایا ہے وہ کم ہی افراد کے حصے میں آتے ہیں۔ خدمتِ دین کے حوالے سے مجھے ان کا مستقبل بڑا تابناک نظر آتا ہے۔ دعا ہے اللہ رب العزت انہیں اپنی خصوصی رحمتوں سے نوازے۔ ان کے علم وعمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

آمین!

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد خان قادری
عالمی دعوت اسلامیہ
جامع رحمانیہ، شادمان، لاہور

امام عبدالرؤف المناوی رحمۃ اللہ علیہ

از مترجم

عالم اسلام میں ایسی شخصیات کی کمی نہیں جنہوں نے اپنی خداداد عقل اور فہم و بصیرت سے ایک عالم کو مستفیض کیا اور جن کی خدماتِ جلیلہ کی مہک سے آج بھی ایک عالم مشام جان معطر کر رہا ہے۔ یہ لوگ ہر دور میں قابلِ فخر رہے۔ متلاشیان علم و فیض ان کے در سے فیض پاتے رہے اور قیامت تک پاتے رہیں گے۔ ان کے اٹھنے بیٹھنے اور رہنے سہنے میں، الغرض ہر ادا میں انسان کی تہذیب کا پہلو نمایاں رہا۔

انہیں نابغۂ روزگار شخصیات میں سے ایک شیخ المحدثین امام عبدالرؤف المناوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ اپنے وقت کی ایک غیر معمولی اور جامع معقول و منقول شخصیت تھے۔ علم تفسیر و حدیث کے ماہر، مرجع مشتاقان علم و فن و ارباب کمال جیسے القاب بڑی بڑی شخصیات نے آپ کے لیے خاص سمجھے۔

آپ نے حدیث، فقہ، بلاغت، تصوف، تاریخ، اصولِ حدیث، طب، تفسیر، شمائل، اخلاق، مناقب اہلِ بیت، علم کلام، منطق اور مادی وجود، حیوانات، نباتات اور جمادات پر قلم اٹھایا۔ اور ان موضوعات کا صحیح حق ادا کیا۔

نام: عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین المناوی۔

ولادت: آپکا سال تولد ۹۵۲ھ ہے۔

وفات: ۱۰۳۱ھ بمطابق ۱۶۲۲ء کو ہوئی۔

شب بیداری اور قلتِ طعام کو لوگوں نے آپکا معمول بتایا ہے۔ زیادہ زندگی

قاہرہ میں بسر کی اور اسی شہر میں انتقال کیا۔ آپ مذہباً شافعی تھے۔

تصانیف: آپ نے ۸۰ کے قریب کتب تصنیف کیں۔ محمد اسماعیل بغدادی نے نے آپ کی اکثر کتب کا ذکر اپنی کتاب ہدیۃ العارفین جلد ۱ صہ ۵۱۰، ۵۱۱ پر تفصیلاً کیا ہے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

کنوز الحقائق: یہ علم حدیث میں ہے۔

فیض القدیر: الجامع الصغیر کی چھ جلدوں میں شرح۔

الکواکب الدریہ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ۔

الطبقات الصغریٰ۔

عماد البلاغۃ۔

الروض الباسم فی شمائل مصطفیٰ ابی القاسم۔

التیسیر: یہ جامع الصغیر کی شرح دو جلدوں میں ہے۔

شرح الشمائل:

الصفوۃ: آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب پر مشتمل ہے

تاریخ الخلفاء۔

بغیۃ المحتاج فی معرفۃ اصول الطب والعلاج۔

الفکر فی شرح نخبۃ الفکر

زیرِ نظر کتاب

یہ کتاب جس کا نام مؤلف نے "اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب والفضائل" یعنی سیدہ فاطمہؓ کے مناقب و فضائل کے متلاشی کے لیے تحفہ" رکھا ہے۔ ان کے اپنے بیان کے مطابق قریبی حلقہ احباب کے اصرار پر لکھی گئی۔ یہ کتاب اہل اسلام

کے لیے واقعۃً ایک تحفہ ہے۔ سیدہؓ کی حیاتِ مبارکہ کے بیان سے بڑھ کر بھی کوئی تحفہ ہو سکتا ہے؟ کہ آپ کی عفت مآب پاکیزہ زندگی ہر مسلمان عورت کے لیے ایک عطیۂ خداوندی ہے۔ مزاج کی نرمی و رقت، ذہانت و فطانت کی اعلیٰ صفت اور فہم و ادراک کی خوبی ـــــــ وہ اوصافِ جمیلہ ہیں جو آپ کو ایک نمونۂ عمل کے طور پر ممتاز کرتے ہیں۔

ایسا کیوں نہ ہو کہ آپؓ ذاتِ مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نور کا دہ پرتو ہیں جس کی ساری کی ساری تربیت مدرسۂ نبوت میں ہوئی ہے۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے ؎

هی اسوة للامهات وقدوة

يترسم القمر المنير خطاها

(آپ خواتین کے لیے ایسا نمونۂ عمل اور اسوۂ کامل ہیں کہ مہتاب بھی آپ کے نقوش کی تلاش میں سرگرداں ہے)

اسی عظمت کی وجہ سے آپ کو "ام ابیہا" اور "بتول" جیسے القاب سے نوازا گیا۔

حقیقت حال یہ ہے کہ زیرِ نظر کتاب اپنے موضوع پر مرجع اور مآخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مؤلف نے کمال درجہ مطالعہ و تحقیق کے بعد موضوع کا احاطہ کیا ہے اور کتاب کو پانچ ابواب میں یوں ترتیب دیا ہے کہ سیدہ کی زندگی سے متعلق جملہ اخبار و آثار اور روایات و احادیث جمع کر دی ہیں۔

اللہ رب العزت اسے لوگوں کے لیے مفید بنائے اور اسے دلوں کی جلاء کا باعث بنائے۔ کہ وہ ہی سب سے بڑھ کر عطا کرنے والا ہے۔ وہ عقل و ارادہ کی حدود سے ماوراء اور سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرمانے والا ہے۔

امام مناویؒ اپنے ایک ہمعصر محدث کی نظر میں

امام عبدالرؤف المناوی کے بارے میں ان کے ہمعصر عظیم فاضل شیخ احمد بن محمد المقری المغربی "فتح المتعال فی مدح خیر النعال[1]" میں ایک حدیث کی تشریح کے حوالے سے لکھتے ہیں:

فما وقفت فیہ علی کلام اجمع من قول محدث العصر علامہ مصر سیّدی الشیخ عبد الرؤف المناوی الشافعی انسی اللہ فی اجلہ وقد لقیتہ بالقاھرۃ المحروسۃ وذرتہ فی بیتہ وجاءنی الی بیتی فی شرحہ الکبیر للجامع الصغیر۔

(میں نے مذکورہ حدیث کی سب سے جامع تشریح محدّث عصر علامہ مصر سیّدی الشیخ عبدالرؤف المناوی الشافعی (اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے) کی "الجامع الصغیر" کی عظیم شرح (فیض القدیر) میں پائی)۔

---

[1] یاد رہے تاریخ اسلام میں حضور علیہ السلام کی نعلین پاک پر یہ کتاب سب سے جامع ہے۔ اس کے ترجمے کا شرف مفتی محمد خاں قادری اور علامہ محمد عباس رضوی کو حاصل ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

تمام تعریف اللہ کے لیے جس کے حکم کی پیروی ہر شے تواضع و انکساری سے کرتی ہے اور جس نے مخلوق کے لیے اپنی حقیقت تک رسائی کا کوئی راستہ نہیں بنایا بلکہ اس کے بارے میں جو خیالات و تصورات آتے ہیں وہ ان سے بھی منزہ و مبرا ہے۔

عالم امکان کی ہر شے اس کی ثنا خوان ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ۔ (بنی اسرائیل ۴۴) — اور کوئی شئ ایسی نہیں جو اس کی حمد نہ کرے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ایسی گواہی جس کا قائل اللہ کے ہاں عزت پاتا ہے۔ اور اس کا نور شک کی تاریکیوں کو زائل کر دیتا ہے اور میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب بندے اور برگزیدہ رسول ہیں جن کو تمام عالم پر فضیلت دی گئی ہے۔

المجموع لہٗ من المناقب مالا یستطیع الانسان لہٗ تفصیلاً۔ — اور آپ کو ایسے مناقب و فضائل کا جامع بنایا جن کی تفصیل و احاطہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر بے پایاں رحمتوں کا نزول فرمائے اور آپ کی آل و اصحاب پر جو اصول و فروعِ شریعت کی تکمیل کا سبب بنے، صبح و شام باری تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد صلحاء دوستوں میں سے ایک نے مجھے کہا کہ آپ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مناقب کو جمع کر دیں۔ میں نے اپنے کریم اور پالنے والے مالک کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے ان کی اس فرمائش کو قبول کیا اور یہ رسالہ لکھا جس کا نام "اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب و الفضائل" رکھا۔

بابِ اوّل

ہم اس باب میں آپ کی ولادت، اسم مبارک اور آپ
سے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و شفقت
کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

آپ کے نام کے بارے میں بعض ایسی روایات بھی ہیں جو درست نہیں مثلاً خطیب بغدادی نے روایت نقل کی ہے کہ معراج کی رات جبرئیل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سیب دیا۔ آپؐ نے اسے کھایا تو اس سے آپ کی صلب میں نطفہ بنا۔

ولادت باسعادت

شیخ ابو عمر نے ذکر کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے اکتالیسویں سال پیدا ہوئیں۔ (استیعاب)

دیگر علماء خصوصاً ابن اسحاق کی رائے کے مطابق یہ قول درست نہیں کیونکہ سیدنا ابراہیم کے سوا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیہ اولاد اعلانِ نبوت سے پہلے پیدا ہوئیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ آپ اس وقت پیدا ہوئیں جب قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور کعبہ آپ کی بعثت (اعلانِ نبوت) سے ساڑھے سات سال پہلے قریش نے تعمیر کیا۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ بعثت کے سال پیدا ہوئیں۔

امام جلال الدین سیوطی نے بھی ابن اسحاق سے نقل کر کے اسے ثابت رکھا۔ اس میں یہ الفاظ کہ " آپ کی ولادت بعثت سے ساڑھے سات سال پہلے ہوئی" قابل توجہ ہیں۔ کیونکہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ قریش کا کعبہ تعمیر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے پینتیسویں سال کا واقعہ ہے جبکہ آپ کی بعثت چالیس سال پورے ہونے پر ہوئی۔ پس سیدہ فاطمہ کی ولادت اعلانِ رسالت سے تقریباً پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔

ابن جوزیؒ اور دیگر محدثین کی رائے بھی یہی ہے اور بے شک وہ بیت اللہ کی تعمیر کے ایام ہی تھے اور اسی پر شیخ مدائنیؒ نے جزم کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رکھنا اور اِس مُبارک نام کی حکمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں آپ کا نام "فاطمہ" رکھا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگ سے محفوظ فرما دیا۔

امام دیلمیؒ نے سیّدنا ابو ہریرہؓ سے اور امام حاکم نے سیّدنا علیؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "فاطمہ" نام اس لیے رکھا ہے،

لان اللہ تعالیٰ فطمها وحجبها عن النار۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے الگ کر دیا ہے۔

فاطمہ، فطم بمعنی قطع سے مشتق ہے جیسا کہ ابن درید نے کہا ہے۔ جب بچے کو دودھ چھڑایا جائے تو عرب کہتے ہیں فَطَمَ الصبیّ۔

زہراء کی وجہ تسمیہ

زہراء کا معنی کلی کے ہیں۔ آپ کی ذات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ایسا ہے جیسا کلی کا تعلق پھول سے ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ کو "زہرۃ المصطفٰے" کہا جاتا ہے۔

لقب

"بتول" آپ کا لقب ہے۔ بتل کا معنی منقطع ہوتا ہے۔ آپ کو بتول کہنے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نفسانی خواہشات سے دور کر دیا تھا۔

۲۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر خواتین کے مقابلے میں علم و فضل اور ظاہری و باطنی

کمالات میں یکتا بنایا تھا۔

۲۔ آپ نے تمام دنیا و مافیہا سے تعلق منقطع کر کے اپنے مولا کی طرف رجوع کر لیا تھا۔

کنیت

طبرانی نے ابن مدائنیؒ سے روایت کیا ہے آپ کی کنیت ام ابیہاؓ ہے۔

روایاتِ غیر صحیحہ

جس سے حضرت خدیجہ کو فاطمہؓ کا حمل ٹھہرا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی جنت کی طرف زیادہ مشتاق ہوتے تو فاطمہ کو چوم لیتے۔

امام ذہبی نے ابن جوزی کی طرح اسے موضوع قرار دیا ہے جبکہ امام جلال الدین سیوطی

لے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم یتیم الاب پیدا ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہؓ بھی وفات پا گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد سے مانوس ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ماں کہہ کر پکارتے۔ جب وہ فوت ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دکھ ہوا اور فرمایا آج میری والدہ فوت ہو گئیں۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری بیٹی فاطمہؓ کو دیکھتے تو آپ کو فاطمہ بنت اسد یاد آجاتیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی آپ کے لئے سکون کا باعث بن جاتیں۔ بایں وجہ آپؐ نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی کنیت ام النبی رکھ دی۔

نے اسے ایسی روایات میں شامل کیا ہے جن میں انہوں نے ابن جوزی کا تعاقب کیا ہے۔ البتہ اس پر اعتراض نہیں کیا۔

حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ یہ محمد بن خلیل کی وضع کردہ روایات میں سے ہے۔ اس لیے کہ علماء کا اتفاق ہے فاطمہؓ واقعہ معراج سے عرصہ پہلے بلکہ اعلانِ نبوت سے بھی پہلے پیدا ہو چکی تھیں۔

● امام حاکم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت مرفوعاً ذکر کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی شب جبرئیل جنت سے ایک بہی دانہ لائے جسے میں نے کھایا تو خدیجہؓ فاطمہؓ کے ساتھ حاملہ ہوئیں۔ پس جب مجھے جنت کی خوشبو کا شوق ہوتا ہے تو میں فاطمہؓ کی گردن کو سونگھ لیتا ہوں۔

یہ روایت قطعی طور پر باطل ہے کیونکہ سیدہ فاطمہ کے قبل از اعلانِ نبوت پیدا ہونے پر اجماع ہے۔

حضور کی بارگاہ میں آپ کی قدر و منزلت

آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی — قدر و منزلت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نہ صرف باقی صاحبزادیوں سے زیادہ تھی بلکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھیں۔

امام ترمذی نے — بریدہؓ اور — عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ۔

ما رأیت احداً اشبہ سمتاً ولا ھدیاً برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ فی قیامھا وقعودھا وکانت	میں نے سیدہ فاطمہ سے بڑھ کر سیرت کردار اور قیام و قعود یعنی معمولات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کا یہ مقام تھا کہ جب

اذا دخل علیہ صلی اللہ علیہ وسلم قام الیھا فقبلھا و اجلسھا فی مجلسہ۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے۔ آپ کو چومتے اور اپنی جگہ بٹھلاتے۔

ابو داؤد کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وکان یمص لسانھا۔	اور آپؐ آپؓ کی زبان چوستے۔

امام طبرانی نے اوسط میں سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ سیدنا علیؓ نے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ہم میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ میں یا فاطمہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تیری نسبت فاطمہ زیادہ محبوب ہے اور تو فاطمہ سے زیادہ عزیز ہے۔ میں تیرے ساتھ ہوں گا اور تو میرے حوض پہ ہوگا۔ اور اس سے لوگوں کو ہٹائے گا۔ اور اس پہ اتنے چھاگل ہوں گے جتنے آسمان پر ستارے اور بیشک میں، تو، حسن، حسین، عقیل اور جعفر جنت میں اخوان علیٰ سُرُرٍ متقابلین ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ حجر کی آیۂ کریمہ پڑھی۔

یاد رہے اس روایت میں سلمیٰ بن عقبہ مجہول راوی ہیں۔

احادیث کا ظاہری تعارض اور ان کی تطبیق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد عالی کے الفاظ یہ بھی ہیں:

احب النساء الیّ عائشۃؓ	خواتین میں مجھے سب سے زیادہ محبوب عائشہ ہیں۔

سابقہ اور اس روایت میں بظاہر تعارض ہے مگر ان کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ اس قول مبارک میں نساء سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔

بصورت اختلاف یہ بمعنی مِنْ ہوگا یعنی عبارت یوں ہوگی :

من احب النساء الی عائشۃ — جو عورتیں مجھے محبوب ہیں ان میں سے عائشہ بھی ہیں ۔

خلاصہ یہ کہ سیدہ فاطمہؓ کی محبوبیت مطلقہ ہے اور حضرت عائشہ کی محبوبیت دیگر ازواج کی نسبت ہے ۔

خواتینِ اُمّت کی سردار

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِنَّ ملکًا من السماء لم یکن زارنی فاستاذن اللہ فی زیارتی فبشرنی او قال اخبرنی اَن فاطمۃ سیدۃ النساء امتی ۔

آسمان کا ایک فرشتہ تھا جس نے آج تک میری زیارت نہ کی تھی پھر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے میری زیارت کی اور مجھے بشارت دی کہ بے شک فاطمہؓ میری امت کی تمام عورتوں کی سردار ہے۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے ۔ محمد بن مروان الدہلی —— کے تمام رواۃ صحاح کے ہیں ۔ ابن حبان نے اس کی بھی توثیق کی ہے۔

اہلِ بیت میں سب سے زیادہ محبوب

حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

احب اھلی الیّ فاطمہ ۔ — مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب فاطمہ ہے۔

اسے ابوداؤد طیاسی اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم اور ترمذی نے روایت کیا ہے ۔

(جمع الجوامع سیوطی ۱/۲۲)

سیدہ فاطمہؓ کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی رائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ عالم کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں :

ما رأیت افضل من فاطمۃؓ غیر أبیھا۔ میں نے فاطمہ کے والد کے علاوہ اور کسی کو ان سے افضل نہیں پایا۔

ایک دفعہ کسی معاملہ میں ان دونوں کا اختلاف تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ!

سَلْھا ۔ فانھا لا تکذب ان سے (فاطمہؓ سے) پوچھئے کیونکہ یہ کبھی جھوٹ نہیں بولتیں

اسے طبرانی نے اوسط میں اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

ایک اور مقام پہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا :

ما رأیت احداً قط اصدق من فاطمۃ۔ میں نے فاطمہ سے بڑھ کر سچ بولنے والا دیکھا ہی نہیں۔

(اس کے تمام رواۃ صحیح ہیں)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ کی اور آپ کے شوہر کی قدر و منزلت

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کو دو یا تین مرتبہ بلند آواز سے گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہؓ اور علیؓ کو مجھ سے اور میرے والد سے زیادہ چاہتے ہیں۔ سیدنا ابوبکرؓ نے

حضورؐ سے اجازت لی اور عائشہ سے ناراض ہوئے فرمایا اے فلاں کی بیٹی تعجب ہے کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بلند آواز سے گفتگو کرتے ہوئے سُنا۔

سیدہ فاطمہؓ اور حضرت علیؓ میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لائے درآنحالیکہ وہ ہنس رہے تھے۔ پس جب ان دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو خاموش ہوگئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، تمہیں کیا ہوا کہ تم ہنس رہے تھے پھر جب مجھے دیکھا تو خاموش ہو گئے؟ تو سیدہ فاطمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت علیؓ کہہ رہے تھے کہ حضورؐ کے ہاں میں تجھ سے زیادہ محبوب ہوں اور میں نے کہا کہ میں زیادہ محبوب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ کی گفتگو سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا:

یا بُنَیّۃُ لکِ رقۃ الولد و	اے بیٹی تیرے لئے اولاد کی محبت ہے
علی اعزّ علیّ منکِ۔	اور علیؓ مجھے تجھ سے زیادہ عزیز ہے۔

طبرانی نے اسے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(جمع الجوامع ۱/۹۶۱)

آپ پر اور آپ کی اولاد پر اللہ کے کرم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فاطمہؓ سے فرمایا کہ:

ان اللہ غیر معذبکِ ولا	اللہ تعالیٰ تجھ کو اور تیری اولاد کو آگ کیساتھ
ولدکِ بالنار	عذاب دینے والا نہیں ہے۔

علیؓ سے روایت ہے کہ جب وہ رسول پاکؐ کے پاس تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے لیے کیا چیز بہتر ہے؟ حاضرین خاموش رہے۔ حضرت علی واپس لوٹے تو فاطمہؓ سے پوچھا کہ عورتوں کے لیے کیا چیز بہتر ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ان کو مرد نہ دیکھیں۔ انہوں نے یہ جواب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا:

فقال انما فاطمۃ بضعۃ منی۔ بے شک فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔

یہ آپؓ کے کمال ذہانت، مہارت، صلابت رائے اور ادراک کے عجیب ہونے پر دلیل ہے۔

دوسرا باب

اس باب میں سیدہ فاطمہؓ کے حضرت علیؓ سے نکاح
اور آپ کے جہیز وغیرہ کا بیان ہوگا۔

سیّدہ فاطمہؓ کا عقد مبارک

جب حضرت فاطمۃ الزہراءؓ جوان ہوگئیں اور پندرہ ۱۵ سال کی عمر کو پہنچ گئیں (جبکہ اس سلسلہ میں سولہ ۱۶، اٹھارہ ۱۸ اور اکیس ۲۱ سال کے اقوال بھی ہیں۔ تو آپؓ سے حضرت علیؓ کا عقد نکاح ہوا۔ حضرت علیؓ کی عمر مبارک اسوقت تقریباً اکیس ۲۱ سال تھی۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ کی شادی مبارکہ ہجرت کے دوسرے سال رمضان المبارک میں ہوئی۔

دیگر اقوال

۱۔ لیث بن سعد کا قول ہے کہ عقد واقعہ بدر کے بعد ہوا۔
۲۔ یہ عقد رجب میں ہوا۔
۳۔ جس ماہ میں عقد ہوا صفر تھا۔
۴۔ بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ عقد واقعہ احد کے بعد ہوا۔

آپ کی رخصتی نکاح کے تقریباً چار ماہ بعد ہوئی۔ چھ ماہ کا قول بھی ہے۔ حضرت علیؓ نے نہ تو آپ سے پہلے کوئی شادی کی اور نہ ہی آپ کی موجودگی میں دوسرا نکاح کیا۔

آپ کی اولاد مبارکہ

مشہور محقق حضرت لیث بن سعد کی تحقیق یہ ہے کہ سیّدہ کے ہاں تین بیٹے جناب حسنؓ، جناب حسینؓ اور جناب محسنؓ پیدا ہوئے۔ محسنؓ چھوٹی عمر میں وفات پاگئے

صاحبزادیوں میں ام کلثوم الکبریٰ پیدا ہوئیں جن کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا اور ان سے زید و رقیہ پیدا ہوئے مگر ان دونوں کی نسل آگے نہیں چلی۔ حضرت عمرؓ کے وصال کے بعد ان کی شادی عوف بن جعفرؓ سے ہوئی۔ پھر ان کے بھائی محمدؓ سے اور پھر ان کے بھائی عبداللہ سے۔ مگر آپ کے ہاں کسی سے اولاد نہیں ہوئی۔ سوائے ایک بچی کے جو دوسرے شوہر سے پیدا ہوئیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء کے ہاں ایک اور بیٹی زینب الکبریٰ بھی پیدا ہوئیں جن کی شادی عبداللہ ابن جعفر سے ہوئی ان کے ہاں اولاد ہوئی اور ان کی نسل بھی چلی۔ چنانچہ ابو جعفرؓ کی نسل حضرت علیؓ کی وجہ سے پھیلی یعنی حضرت ام کلثوم اور زینب دونوں حضرت فاطمہؓ کی صاحبزادیاں تھیں۔

چنانچہ ابن جعفرؓ کی طرف منسوب ہونے والے کو جعفری کہا جاتا ہے۔ یقیناً یہ صاحب شرافت ہیں۔ مگر ان کا حسنین کریمینؓ کی وجہ سے شرف حاصل کرنے والے سے کوئی مقابلہ نہیں۔ اور اسی طرح عباسی بھی صاحب شرافت ہیں۔ مگر شرافتِ مطلقہ صرف اور صرف حسنین کریمین کی اولاد کے لیے ہے۔ کیونکہ انہی کا شرف نسبت کے ساتھ مختص ہے۔ چنانچہ اہل مصر کے ہاں مشہور ہے کہ تمام حسنی اور حسینی ہی اشراف ہیں۔

حکمِ الٰہی اور عقد مبارک

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی کے تحت حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علی سے کی۔

طبرانی میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ — مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں فاطمہ کا

أُزَوِّجُ فاطمة من علی۔ نکاح علی سے کر دوں۔

(اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں)

عقد مبارک کا تفصیلی واقعہ

اس سلسلہ میں بہت سی روایات ہیں ہم ان میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں:

طبرانی میں حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسلام کے معاملے میں دوسروں پر میرے تقدم وسبقت کو جانتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاملہ کیا ہے۔ عرض کیا میں آپ سے بیٹی کا رشتہ چاہتا ہوں۔ اس لیے آپ سیدہ فاطمہ رضؓ کا عقد مجھ سے کر دیں۔ آپؐ نے اس سے اعراض فرمایا۔

حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس معاملہ میں اللہ کے حکم کے منتظر ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق نے بھی یہی کچھ کہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر اعراض فرمایا۔ چنانچہ وہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ الصلوٰۃ والسلام اس معاملہ میں حکم الٰہی کے منتظر ہیں۔ چلیں جناب علی کے پاس چلتے ہیں تاکہ انہیں ایسا عرض کرنے کے لیے کہیں۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ وہ دونوں میرے پاس تشریف لائے اور مجھے حضور کی خدمت میں عرض کرنے کو کہا۔ ان دونوں کے اصرار پر میں چادر کھینچتے ہوئے اٹھا۔ اس حال میں کہ اس کا ایک سرا میرے کندھے پر اور دوسرا زمین پر تھا۔ یہاں تک کہ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اسلام میں دوسروں پر میرے تقدم وسبقت کو جانتے ہیں۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاملہ کیا ہے تو عرض کیا حضرت فاطمہ رضؓ کا عقد

مجھ سے کردیں۔ فرمایا تیرے پاس کیا ہے؟ عرض کیا گھوڑا اور زرہ۔ آقا علیہ الصلوٰۃ و
السلام نے ارشاد فرمایا کہ تیرا گھوڑا تو تیرے لیے ضروری ہے۔ رہ گئی زرہ تو اسے بیچ
دے۔ میں نے زرہ چار سو اسی درہم میں بیچی اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ
نے یہ درہم اپنی آغوش میں رکھے اور ان میں سے ایک مٹھی بھر حضرت بلالؓ کو دیکر
خوشبو خرید لانے کے لیے فرمایا۔

گھر والوں کو فرمایا کہ سیدہ فاطمہؓ کے لیے سامانِ عروسی تیار کریں۔ چنانچہ فاطمۃ الزہرا
کے لیے پوستِ خرما، ایک چارپائی اور ایک چمڑے کا تکیہ لایا گیا جس میں کھجور کے
پتے بھرے تھے۔ حضرت علیؓ سے فرمایا:

ان اهلك فلا تحدث بها حتى اتيك۔	آپ چلیں لیکن ان سے بات میرے آنے تک نہ کریں۔

چنانچہ جناب زہراؓ ام ایمنؓ کے ساتھ تشریف لائیں اور گھر کی جانب بیٹھ گئیں جبکہ علیؓ
دوسری جانب بیٹھ گئے۔ اتنے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور
فرمایا: کہاں ہے میرا بھائی!

ام ایمنؓ نے عرض کیا علی آپ کے بھی بھائی ہیں کیا آپ ان سے اپنی صاحبزادی
کی شادی کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمۃ الزہراؓ سے پانی لانے کے لئے
ارشاد فرمایا۔ سیدہ عالم ایک برتن میں پانی لے کر حاضر ہوئیں تو آپ نے اس میں کلی
فرمائی۔ پھر آپ نے حضرت فاطمہؓ سے کھڑے ہونے کے لیے فرمایا اور آپ کے
سینۂ اقدس اور آپ کے سر پہ پانی چھڑکا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ: اے اللہ!
اس میری بیٹی اور اس کی اولاد کو شیطان الرجیم سے اپنی پناہ میں لے لے۔ پھر آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید پانی لانے کا حکم دیا اور پھر اس میں بھی کلی فرمائی، اسے حضرت
علیؓ کے سر پہ اور ان کے سینے پر چھڑکا پھر فرمایا:

ادخل علی اھلک باسم اللہ! اللہ کا نام لے کر اپنے اہل سے ملاقات کر

روایت میں محسن اسلمی ضعیف راوی ہے۔

مسند بزار میں حضرت انسؓ سے حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور کہا کہ

حضرت ابوبکرؓ فرمانے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارادہ نہیں رکھتے۔ حضرت عمر فاروقؓ کہنے لگے کہ اگر آپ سے شادی نہیں کریں گے تو پھر کس سے کریں گے کیونکہ آپ ہی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب عزت ہیں۔ اور سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔

چنانچہ سیدنا صدیق اکبرؓ حضرت عائشہ کے پاس گئے اور فرمایا کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی کی حالت میں اور اپنی طرف متوجہ پاؤ تو ان سے میرے لیے فاطمہؓ کے بارے میں بات کرنا۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے لیے آسانی پیدا فرمائے۔ پس ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے ایسا ہی کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

حتی ینزل القضاء۔ اس معاملہ کا فیصلہ وحی الٰہی کے ذریعے ہوگا۔

جب صدیق اکبرؓ ان کے پاس دوبارہ آئے تو ام المومنینؓ نے کہا کہ میں نہیں چاہتی تھی کہ ان کے سامنے وہ کچھ کہوں جو آپؓ نے فرمایا۔ اس لیے میں نے بات ٹال دی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، فاروق اعظمؓ کے پاس آئے اور انہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہونے والی گفتگو بتائی تو حضرت عمر فاروقؓ حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور ان سے فرمایا کہ جب آپ آقا علیہ السلام سے خوش ہوں اور وہ آپ کیطرف

متوجہ ہوں تو میری طرف سے فاطمہؓ کے لیے بات کرنا۔ شاید خداوند تعالیٰ میرے لیے آسانی پیدا فرمائے۔ حضرت حفصہؓ نے ایسا ہی کیا تو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی ارشاد فرمایا: کہ اس معاملہ کا فیصلہ وحی الٰہی کے ذریعے ہوگا۔
ام المومنین حضرت حفصہؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کو اس جواب سے آگاہ کر دیا۔ اور کہا کہ میں ان سے اس معاملہ میں کچھ کہنا نہیں چاہتی۔

چنانچہ حضرت عمرؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ کے پاس گئے اور فرمایا کہ آپ کو حضرت فاطمۃ الزہراءؓ سے عقد کرنے سے کیا شے مانع ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ڈر ہے کہ شاید نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا عقد مجھ سے نہ فرمائیں۔ فاروق اعظمؓ فرمانے لگے:

ان لم یزوجل فمن؟ انت اقرب خلق اللہ الیہ۔	اگر آپ سے عقد نہیں فرمائینگے تو کس سے فرمائیں گے۔ آپ تمام مخلوق خدا سے زیادہ حضور کے ساتھ قرب رکھتے ہیں

حضرت علی المرتضیٰؓ خود ہی حاضر خدمت ہوئے کیونکہ ان کے لیے کوئی متبادل ذریعہ نہ تھا۔ عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمۃ الزہراؓ سے نکاح کا خواہشمند ہوں۔ اس پر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے رضامندی کا اظہار فرمایا۔

حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میرے پاس سوائے میری زرہ کے کچھ نہیں ہے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نکاح کے لیے جو کچھ مہیا کر سکتا ہے لے آ۔ انہوں نے اپنی زرہ چار سو اسی درہم میں بیچی اور وہ رقم لے کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ سے حضرت فاطمہؓ کا نکاح فرما دیا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دراہم میں سے تین مٹھیاں ام ایمنؓ کو عطا کیں اور فرمایا کہ ایک مٹھی کی خوشبو اور باقی سے وہ سامان جو ایک خاتون کے لئے مطلوب ہوتا ہے، تیار کرو۔ جب وہ جہیز وغیرہ سے فارغ ہو کر حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو ساتھ لے کر کمرہ میں داخل ہوئیں تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علیؓ میرے آنے تک اپنے اہل سے کوئی بات نہ کرو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہراؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ اور ام ایمنؓ کی موجودگی میں تشریف لائے اور ام ایمنؓ سے فرمایا کہ برتن میں پانی لاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیا اور کلی کی۔ پھر برتن حضرت فاطمہ کو دیا۔ انہوں نے اس میں سے کچھ پانی پیا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے برتن لے کر کچھ پانی ان کی پیشانی اور دامن پر چھڑکا۔ پھر حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ بھی اسی طرح کیا۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ ایزدی میں دعا فرمائی:

اللھم اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا

"اے اللہ یہ میری اہل بیت ہے ان سے ناپاکی کو دور فرما اور ان کو ظاہری و باطنی کامل طہارت عطا فرما۔"

مایصلح للمراۃ من المتاع "وہ سامان جو ایک خاتون کی ضرورت ہوتا ہے"۔

اس میں محمد بن ثابت نہ صرف ضعیف راوی ہیں بلکہ اس میں وضع کی علامات بھی پائی جاتی ہیں۔

علاماتِ وضع میں سے یہ ہے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا عقد ہجرت کے دوسرے سال ہوا۔ جبکہ حضرت حفصہ بنت عمرؓ کی رخصتی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں ہجرت کے تیسرے سال ہوئی۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے بارے میں جب بھی کوئی بات کرتا تو آپ اعراض فرماتے یہانتک کہ لوگ اس معاملہ میں مایوس ہو گئے۔ حضرت سعد بن معاذ سے ملاقات ہوئی تو وہ فرمانے لگے۔ اے ابن عباس میں بیٹھا ہوں کہ یہ آپ کا حق ہے۔ میں نے کہا کہ میرے پاس مال بھی نہیں۔ اور نہ ہی ابتدائی مسلمانوں میں سے ہوں کہ جسے ترجیح دی جائے۔ حضرت علیؓ کہنے لگے کہ میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ معاملہ حضور تک کسی طریقہ سے پہنچائیں۔ میں نے کہا کہ وہاں کیا کہوں؟ فرمایا یہ کہنا کہ میں عقد کی درخواست لے کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی خدمت میں آیا ہوں۔

اس رب ذوالجلال کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ وہ نہ تو اپنی بات سے پھرتے ہیں اور نہ ہی جھوٹ بولتے ہیں۔ انہوں نے آپ ہی کے بارے میں ارادہ فرمایا ہے۔ آپ کل ان کے پاس آئیں۔ پھر جب وہ آئے تو عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ یہ امر سعید کب پورا فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا رات کے وقت (انشاء اللہ) پھر آپ نے تین مرتبہ دعا فرمائی پھر فرمایا۔ میں نے اپنی صاحبزادی کا عقد اپنے چچازاد سے کر دیا اور میں اپنی امت کے لیے نکاح کے وقت اہتمام طعام کو پسند کرتا ہوں۔ ایک بکری اور چار مہاجرین و انصار اہتمام دعوت کریں۔ یہ چیزیں مہیا کرنے کے بعد مجھے اطلاع کر دیں۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ پیالہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یک گئے اور فرمایا لوگ گروہ در گروہ آئیں چنانچہ وہ لوگ گروہ در گروہ آتے یہانتک کہ سب فارغ ہو گئے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقیماندہ طعام کے پاس تشریف لائے۔ اسے اپنے سامنے رکھا اور اس میں اپنا مبارک لعاب دہن ڈال کر اسے بابرکت فرمایا۔

اور فرمایا اسے اپنی بزرگ خواتین کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ اس میں سے کھائیں اور کھلائیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خواتین کے پاس آئے اور فرمایا میں نے اپنی لخت جگر کا نکاح اپنے چچازاد سے کیا ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ میں اسے کتنا عزیز رکھتا ہوں۔ میں نے اسے اپنے چچازاد کے حوالے کر دیا ہے۔ اب معاملہ تمہارا۔ عورتیں اٹھیں اور انہوں نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کو خوشبو لگائی اور انہیں ملبوسات اور زیورات پہنائے۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ عورتوں نے جب انہیں دیکھا تو وہ چلی گئیں سوائے اسماء بنت عمیس کے۔ آپ نے پوچھا تیرا وقار وعزت قائم کون ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں آپ کی صاحبزادی کی مدد کروں گی۔ کیونکہ شب عروسی میں دلہن کے قریب کوئی عورت ہونی چاہیئے جو بوقت ضرورت اس کی مدد کر سکے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تیرے لیے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے اپنی نگہداشت میں شیطان رجیم سے لے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہؓ کے پاس سے تشریف لے گئے۔

جب سیدہ عالمؓ نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو رونے لگیں تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال گزرا کہ شاید ان کا رونا اس بنا پر ہے کہ حضرت علیؓ مالدار نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیوں روتی ہے اور تیرا غم کیا ہے۔ میں نے تیرے لیے بہترین شوہر چنا ہے۔ اور قسم ہے اس ذات بابرکات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں نے تجھے اس کے ساتھ بیاہا ہے جو دنیا و آخرت میں سردار ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب آئے اور برتن میں پانی مانگا۔ چنانچہ حضرت اسماء پانی لے کر آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کلی کی۔ پھر حضرت

فاطمہ کو بلایا اور چلو میں پانی لے کر آپ کے سر اور دامن پہ چھڑکا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم اقدس کے ساتھ لگا کہ یہ دعا کی:

"اے باری تعالیٰ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ جس طرح تو نے مجھ سے ناپاکی کو دور کر کے مجھے پاک کیا اسی طرح اسے بھی پاک فرما دے۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا برتن منگوایا اور حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا۔ اور فرمایا:

"دونوں کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ تمہیں اکٹھا رکھے۔ تم دونوں کے درمیان ہمیشہ محبت والا تعلق قائم رکھے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ بند فرما کر تشریف لے گئے۔

(اسے طبرانی نے اسناد ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے)

حضرت بریدہؓ سے مروی ہے۔

ایک گروہ انصار نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو جناب فاطمۃ الزہراؓ کے لیے بات کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابن ابیطالب کس طرح آنا ہوا؟ عرض کیا یا رسول اللہ میں سیدہ فاطمہؓ کے بارے میں بات کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرحبا واھلاً۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں فرمایا۔ تو حضرت علیؓ اسی گروہ انصار کے پاس تشریف لے آئے جو کہ آپ کا منتظر تھا۔ پوچھا کیا معاملہ ہوا۔ جواب دیا کہ میں نے کوئی جواب نہیں پایا۔ سوائے اس کے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مرحبًا و اهلًا

تم نے ایک شے کا مطالبہ کیا آپ نے عطا فرمائی ۔ ایک اہل اور دوسری کشادگی ۔

جب آپ کا بیاہ ہو گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے علی رضؓ شادی کے موقعہ پہ ولیمہ ہوتا ہے ۔

حضرت سعدؓ نے پیشکش کی کہ میرے پاس ایک مینڈھا ہے ۔ نیز اس غرض کے لئے انصار سے کئی صاع غلہ اکٹھا کیا گیا ۔

جب شب رخصتی آئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ میرے آنے تک کوئی معاملہ نہ کریں ۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے ۔ پانی منگوایا ۔ اس سے وضو کیا پھر حضرت علی پہ چھڑکا اور یہ دعا کی اے اللہ ! ان دونوں کے لیے اس شادی کو بابرکت بنا ۔

(طبرانی باسناد صحیح)

خداوند تعالیٰ کی قسم وہ زرہ چار درہم سے زیادہ قیمت کی نہ تھی ۔ پس میں نے عرض کیا کہ میرے پاس زرہ ہے ۔ فرمایا کہ تو اسے بیچ دے تاکہ میں اسے بطور مہر مقرر کر کے تیری شادی فاطمہ سے کر دوں ۔

(بیہقی، دلائل النبوۃ)

شیخ محب طبری کا کہنا ہے کہ یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ آپ کا نکاح زرہ پہ ہوا ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علیؓ و فاطمہؓ کے ولیمہ سے بڑھ کر کوئی ولیمہ نہیں دیکھا ۔ ہمارے بیٹھنے کے لیے گدے کھجور کی نرم چھال سے بھرے ہوئے تھے ۔ ہمیں کھانے میں خشک انگور اور کھجوریں دی گئیں ۔ شادی کی رات

سیدہ فاطمۃ الزہراء کا بستر مینڈھے کی کھال کا بنا ہوا تھا۔

(اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور اس میں ضعف ہے)

حضرت علیؓ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی کرنے کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے ایک لونڈی نے بتایا کہ کیا آپ آپ جانتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ اس سلسلہ میں حضورؐ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوں تاکہ وہ ان سے آپؓ کی شادی فرمادیں۔

میں نے کہا کہ میرے پاس کیا ہے کہ میں شادی کروں۔ کنیز نے کہا کہ آپ وہاں حاضر تو ہوں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو اپنی فرزندی میں قبول فرمالیں گے۔ خداوند قدوس کی قسم وہ مجھے امید دلاتی رہی۔ یہاں تک کہ میں بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوگیا۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب و جلال کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیسے آئے ہو؟ کوئی حاجت ہے؟ میں خاموش رہا۔ فرمایا کہ شاید تم فاطمہؓ کے بارے میں بات کرنے کی خاطر آئے ہو عرض کیا جی ہاں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی شے ہے جس پر تو فاطمہؓ سے نکاح کر سکے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ ارشاد ہوا تم نے اپنی زرہ کا کیا کیا؟ خداوند تعالیٰ کی قسم وہ زرہ چار درہم سے زیادہ قیمت کی نہ تھی۔ پس میں نے عرض کیا میرے پاس زرہ ہے۔ فرمایا کہ تو اسے بیچ دے تاکہ میں اسے بطور مہر مقرر کر کے تیری شادی فاطمہ سے کر دوں۔

(بیہقی۔ دلائل النبوۃ)

شیخ محب طبری کا کہنا ہے کہ یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ آپ کا نکاح زرہ

پہ ہی ہوا۔ پھر حضور علیہ السلام نے وہ زرہ آپ کو واپس لوٹائی اور اسے بیچ کر قیمت دی گئی۔

یہ تمام احادیث احتمالی واقعات کی طرف اشارہ کرتی ہیں:

حضرت علیؓ کی طرف سے قبولیت پر تصریح کا نہ پایا جانا اس کے عدم اشتراط پر دلالت نہیں کرتا بایں احتمال کہ جس نے جو چاہا اس کے لئے وہی ہوا۔

اس طرح ابو داؤد کی وہ روایت جس میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی کی شادی جناب فاطمۃ الزہراء سے ہوئی تو نبی اکرم علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ آپ کے پاس کوئی ایسی شئے ہے جو آپ فاطمہؓ کو بطور مہر دیں تو انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ نکاح کے وقت تعیین مہر کے عدم وجوب پہ دال نہیں۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تیری زرہ کہاں ہے؟ کیونکہ اس روایت میں لما تزوج کے الفاظ اس بات پہ تصریح ہیں کہ یہ واقعہ نکاح کے بعد کا ہے۔

اسحٰق سے ایک ضعیف حدیث حضرت علی کے حوالے سے مروی ہے کہ جب انہوں نے سیدہ فاطمۃ الزہراء سے نکاح کیا تو رسول پاک علیہ السلام نے فرمایا:

اجعل عامة الصداق فی الطیب

تو جہیز کے زیادہ تر حصہ میں خوشبو شامل کر۔

ابو یعلی نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت علیؓ کی ایک منقولہ روایت میں جناب فاطمۃ الزہراء کے نکاح کا واقعہ یوں بیان فرمایا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی زرہ اور کچھ مال فروخت کر کے چار سو اسی (۴۸۰) درہم حاصل کئے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں سے دو حصے خوشبو پہ اور ایک حصہ

کپڑوں پر خرچ کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر آپ علیہ السلام نے پانی کے ایک برتن میں کلی فرمائی اور انہیں اس سے غسل کرنے کے لیے فرمایا۔ اور آپ علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ سے اپنے بیٹے کی رضاعت میں اس سے آگے نہ بڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ پس وہ دوسرے صاحبزادے جناب حسینؓ کی رضاعت میں آگے بڑھیں۔ جبکہ جناب حسنؓ کے معاملے میں ہم زیادہ نہیں جانتے۔ بہر حال وہ دونوں بھائیوں میں زیادہ صاحب علم تھے۔ ابن سعدؒ نے طبقات میں علی بن احمد لشکری سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت علیؓ نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے شادی کی تو اس مقصد کے لیے انہوں نے ایک اونٹ کی قیمت سے ولیمہ اور دیگر لوازمات معروضہ وعادیہ کا اہتمام کیا۔ طبرانی نے اسناد صحیح کے ساتھ ایک روایت بحوالہ حجر بن عنبس (ان کا تعلق زمانہ جاہلیت سے تھا مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر سکے تھے) نقل کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروقؓ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے لیے بات کی تو آپ نے فرمایا:

ھی لکؓ یا علی۔ "اے علیؓ وہ آپ کے لیے ہیں"

حجر بن عنبس ہی سے منقول ایک روایت مسند بزار میں ہے۔ (جس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں)

کہ جب حضرت علی المرتضیٰ نے بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام میں سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے لیے بات کی تو آپ نے فرمایا کہ:

ھی لکؓ یا علی لست بدخان — اے علی یہ تیرے لیے ہے اور میں وعدے کو نبھانے والا ہوں۔

ان مذکورہ دونوں احادیث میں سے پہلی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب

حضرات شیخین نے سیدہ فاطمہؓ کے لیے بات کی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰؓ کی طرف سے بات چلائے بغیر جناب فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی ان سے کر دی۔ جبکہ دوسری حدیث یہ ظاہر کرتی ہے کہ جب حضرات شیخان نے حضرت بتول الزہراءؓ کے لیے بات کی اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ حاضر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور جناب فاطمہ کے لیے گزارش پیش کی چنانچہ حضور علیہ السلام نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔ سابقہ مذکورہ احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔

احادیث مذکورہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جناب سیدہ فاطمہؓ کے لیے پیغام نکاح بھیجنے کے واقعات متعدد ہیں۔ سب سے پہلے ان کے لیے حضرات شیخینؓ نے الگ الگ درخواست پیش کی جسے آپ نے نہ قبول فرمایا اور نہ رد کیا۔ تو حضرت علیؓ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ آپؐ نے ان سے وعدہ فرمایا اور خاموش رہے۔ چونکہ شیخینؓ کو آپ کے اس وعدہ کا علم نہ ہوا تو ان کی طرف سے پھر پیغام کا اعادہ ہوا۔ مگر رسول پاک علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ کے پیغام کو پہلے قبول کرنے کی وجہ سے سیدہ فاطمہؓ کی شادی ان سے ہی فرمائی۔ حضرت عکرمہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شادی سے پہلے آپ کی رضا بھی حاصل کی۔ چنانچہ ابن سعدؒ نے

حضرت عطاؒ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے فاطمۃ الزہراءؓ سے نکاح کا عرض کیا تو رسول پاک علیہ السلام نے ان سے پوچھا۔ ان علیا یرید یتزوجک فسکتت فزوجھا۔ "علیؓ تم سے شادی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو وہ خاموش رہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ان کی شادی حضرت علیؓ سے کر دی"۔

اس میں خاص نکتہ یہ ہے کہ شادی کے لیے کنواری لڑکی سے اجازت لینا مستحب

اور اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔ امام شافعی کا یہی مسلک ہے۔
حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ نے رسول پاک علیہ السلام کی بارگاہ میں جناب سیدہ فاطمہ رضؓ کے لیے بات کی تو آپ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ پس وہ دونوں حضرت علی رضؓ کے پاس آئے اور انہیں بات کرنے کے لیے کہا۔
حضرت علی المرتضیٰ کہتے ہیں کہ میں ان کے کہنے پر اپنی چادر کھینچتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور جناب فاطمہ رضؓ کے لیے عرض کیا۔ حضور علیہ السلام نے جواباً دریافت فرمایا کہ تیرے پاس نکاح کے لیے کوئی چیز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس گھوڑا اور زرہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ تیرا گھوڑا تو تیرے لیے ضروری ہے۔ رہ گئی زرہ تو اسے بیچ دے۔
چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اس کی قیمت کے چار سو اسی (۴۸۰) درہم لیکر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے کمال شفقت سے وہ درہم اپنی گود میں رکھے اور ان میں سے ایک مٹھی حضرت بلال رضؓ کو دے کر فرمایا کہ اس کی خوشبو خرید لاؤ۔ گھر والوں کو فرمایا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء کے لیے سامان تیار کیا جائے۔ چنانچہ ان کے لیے نشست گاہ اور تکیے کا انتظام کیا گیا جس میں کھجور کی نرم چھال بھری ہوئی تھی۔ جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جب وہ تمہارے پاس آجائیں تو ان سے بات نہ کرنا یہاں تک کہ میں نہ پہنچ جاؤں۔ جناب فاطمۃ الزہرا رضؓ حضرت ام ایمن کے ساتھ تشریف لائیں۔ اور حجرہ کی ایک جانب بیٹھ گئیں جبکہ دوسری جانب میں بیٹھ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا کہ کہاں ہے میرا بھائی۔ حضرت ام ایمن رضؓ نے عرض کیا کہ آپ کا بھائی؟ اور آپ اس سے اپنی صاحبزادی کی شادی کر رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہاں پھر آپ نے جناب فاطمہ

الزہراء سے پانی لانے کے لیے فرمایا۔ وہ ایک برتن میں پانی لائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے کچھ پانی لیا اور اس میں کلی کی اور جناب فاطمہؓ سے سامنے آنے کے لیے فرمایا وہ سامنے آئیں اور آپ نے ان کے سامنے اور سر پر پانی چھڑکا اور بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا کہ

اللھم انی اعیذھا بک و ذریتھا من الشیطان الرجیم۔

"اے اللہ میں اس کے لیے اور اس کی نسل کے لیے شیطان رجیم سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔"

پھر ان سے فرمایا اپنی پشت میری طرف کرو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ تو آپ نے ان کے کندھوں کے درمیان پانی چھڑکا۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا اور ارشاد فرمایا:

کی وجہ سے جس کا حکم آسمانوں اور زمین پہ نافذ ہے۔ جس نے اپنی قدرت سے مخلوق کو بنایا۔ انہیں اپنے احکام کی بنا پر ممیز کیا۔ اپنے دین کے ساتھ انہیں عزت بخشی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہیں اکرام عطا کیا۔ وہ اللہ کہ جس کا نام بابرکت اور جس کی عظمت بلند و بالا ہے ارشاد فرماتا ہے:

وھو الذی خلق من الماء	اور وہی ہے جس نے پانی سے بشر کو
بشرًا فجعلہ نسبًا و صھرًا و	پیدا کیا اس کے لیے نسبی اور سسرالی
کان ربک قدیرًا۔ (الفرقان)	رشتہ بنایا اور تیرا رب بڑا قدرت والا ہے۔

پس جان لو کہ اللہ کا امر اس کی قضاء کی طرف اور اس کی قضاء قدر کی طرف جاری ہوتی ہے اور ہر قدر کے لیے ایک مدت ہے اور مدت کے لیے ایک کتاب ہے وہ جو چاہتا ہے لکھ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔ اس کے پاس ام الکتاب ہے۔

ادخل باهلك باسم الله و	اپنے اہل سے اللہ کے نام اور برکت
المبركة۔	کے ساتھ ملاقات کر۔

خطیب بغدادیؒ نے کتاب التلخیص میں حضرت انسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا کہ جانتے ہو کہ جبرئیل بارگاہِ اقدس سے کیا پیغام لائے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کی شادی علی سے کروں۔ تو جا اور ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، عبدالرحمٰن بن عوف اور انصار میں سے کچھ لوگوں کو بلا لا۔ چنانچہ وہ سب اکٹھے ہو گئے۔ جبکہ حضرت علیؓ موجود نہ تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اجتماع کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ جس کی حمد کی جاتی ہے اس کی نعمت کی وجہ سے جس کی عبادت کی جاتی ہے اس کی قدرت کی وجہ سے، جس کی اطاعت کی جاتی ہے، اس کے غلبہ واقتدار

ہے۔ اسی اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح [illegible] کہ میں نے چار سو مثقال چاندی پہ اس کا نکاح علیؓ سے کیا۔ بشرطیکہ علیؓ اس پہ راضی ہو۔ پھر آپؐ نے کھجوروں کا ایک تھال طلب فرمایا۔ اور تقسیم کا حکم دیا۔ جب حضرت علی المرتضیٰؓ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا ——— مجھے اللہ تعالیٰ نے فاطمہؓ کا نکاح تم سے چار سو مثقال چاندی پہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت علیؓ اندر داخل ہوئے تو حضور علیہ السلام نے متبسم چہرے کے ساتھ فرمایا:

إن الله أمرني أن	اللہ تعالیٰ نے مجھے چار سو مثقال چاندی
ازوجك فاطمة على اربعمائة	پہ فاطمہؓ کا نکاح تیرے ساتھ کرنے کا
مثقال فضة، أرضيت؟	حکم دیا ہے کیا تو راضی ہے؟ انہوں

فقال رضيت۔ — نے عرض کیا: جی ہاں۔

ابن شاذان نے اس روایت میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ "اس پر حضرت علیؓ بارگاہِ الٰہی میں سجدۂ شکر بجالائے۔" پھر مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

جمع الله شملكما وبارك عليكم وأخرج منكما صالحًا طيبًا۔ — اللہ تعالیٰ تمہیں شیر و شکر کرے، تم پر برکت نازل فرمائے اور تم میں سے نیک اور پاک نسل چلائے۔

ابن شاذان کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وجعل نسلكما مفاتيح الرحمة ومعدن الحكمة۔ — تم دونوں کی نسل کو رحمت کا ذریعہ اور حکمت کا خزانہ بنائے۔

یہ ایک احتمالی واقعہ ہے جیسا کہ گذر چکا ہے کہ علیؓ حاضر ہوئے آپ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے فورًا قبول کر لیا۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا "انت رضیت" کہنا صورتِ تعلیقی ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس وجہ سے ابنِ جوزی نے اس کے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔ ذہبیؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ دونوں کا کہنا ہے کہ یہ محمد بن دینار کی گھڑی ہوئی روایت ہے۔ ابن عساکر نے بھی اس کو اسی طرح روایت کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور میں اس کو نہیں جانتا

ابن طاہر المقدسی کا کہنا ہے کہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء کی شادی کے واقعہ کو محمد بن دینار نے ہیثم سے اس نے یونس سے اس نے حسنؓ سے اور انہوں نے انسؓ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ محمد بن دینار سے روایت کرنے والے راوی میں جہالت پائی جاتی ہے۔

ابن قانع وغیرہ نے اسی کو محمد بن دینار کے طریق سے جابرؓ سے روایت کیا

ہے۔ ابن جوزی کا کہنا ہے کہ ابن دینار نے اسے دو طریقوں سے گھڑا ہے۔ طریق اوّل میں انس رضؓ سے اور طریق ثانی میں جابرؓ سے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس کے موضوع ہونے کو ہی یقینی قرار دیا ہے۔

مختصر یہ کہ بوقت نکاح خطبہ میں اس طرح کی کیفیت کا پایا جانا کلیتہً بے اصل ہے۔ رہ گیا حضرت علی رضؓ سے آپ کی شادی کا امرِالٰہی کے تحت ہونا، قبل ازیں شیخین کا آپ کے لیے پیغام بھیجنا اور زِرہ کو مہر بنایا جانا تو بلاشبہ یہ صحیح اسناد کے کئی طرق سے مروی ہے۔

شیخ شہاب الدین ابن حجر الھیثمی کا یہ گمان کہ اس روایت کے لیے کوئی نہ کوئی اصل پائی جاتی ہے، ناقابلِ تسلیم ہے۔ حافظ ابنِ حجر کا وہ کلام جو اللسان میں مذکور ہے سے استدلال بھی قابلِ پذیرائی نہیں۔ کیونکہ حافظ نے اس کے غیر موضوع ہونے کا قول نہیں کیا بلکہ انہوں نے ابن عساکر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ محمد بن دینار دمشقی سے روایت کرنے والے راوی میں جہالت پائی جاتی ہے۔ محمد بن دینار روایات کے گھڑنے میں بہت مشہور ہے۔ اس کے اس فعل کا مدعا سوائے علم حدیث کی توہین کے اور کچھ نہیں۔ زیرِ نظر روایت ایک تو ابنِ دینار جیسے بدنام زمانہ وضاع کی مرویات سے ہے۔ دوسرا ابن دینار سے روایت کرنے والا راوی خود بھی مجہول ہے۔ گویا کہ یہ تہہ در تہہ چھائی ہوئی تاریکیوں پر مشتمل ایک گمراہ کن روایت ہے۔

ابن سعدؒ نے طبقات میں عکرمہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جب مصطفٰے کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علی رضؓ سے فاطمہ رضؓ کی شادی فرمائی تو آپ کے سامانِ جہیز میں ایک نشانزدہ چارپائی اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تکیہ اور ایک مشک شامل تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علی رضؓ سے فرمایا کہ جب تو سیّدہ کے پاس پہنچے تو میرے

آنے تک اس کے قریب نہ جاتا ـــ ان دنوں یہودیوں کا رواج تھا کہ وہ شب عروسی میاں بیوی میں حائل ہوجاتے ۔ جب حضرت علیؓ، سیدہؓ کے پاس پہنچے تو دونوں گھر کے ایک گوشے میں پہلو بہ پہلو بیٹھے رہے ۔ تا آنکہ حضور علیہ السلام تشریف لے آئے ۔ آپ نے پانی منگوایا ۔ اس میں کلی کی اور اپنے دست مبارک سے اس کو چھوا ۔ پھر حضرت علیؓ کو بلا کر ان کے کندھوں اور سینے پر اس کو چھڑکا ۔ پھر سیدہ فاطمہؓ کو بلایا ۔ آپ شرم و حیا سے اپنے کپڑوں میں سمٹی جھکی ہوئی سامنے حاضر ہوئیں ۔ ان پر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طرح پانی چھڑکا ۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہؓ سے فرمایا :

أما انی ألیت أن انکحتك خیر أھلی ۔	میں نے تیرے لیے بہترین شوہر کے انتخاب میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ۔

اسے ام ایمن نے روایت کیا ہے ۔

ابن ماجہؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے ۔

لقد اھدیت ابنة الرسول صلی اللہ علیه وآله وسلم فما کان فراشنا لیلة اھدیت الا اھاب کبش ۔	شب عروسی ہمارا بچھونا مینڈھے کی کھال تھا ۔

طبرانی نے فاطمہ بنت عمیس سے روایت کیا ہے ۔

لما اھدیت فاطمة الی علی لم نجد فی بیته الا رملاً مبسوطاً و وسادة حشوھا لیف وجرة وکوزا ۔	جب فاطمہؓ کو علیؓ کے گھر بھیجا گیا تو ان کے ہاں بچھی ہوئی ریت، کھجور کی چھال بھرے تکیے، گھڑے اور تکیے کے سوا کچھ نہ تھا ۔

طبرانی کی روایت کہ ایک شخص نے اپنی دادی کے حوالے سے بیان کیا کہ وہ ان عورتوں کے ساتھ تھی جو رخصتی کے موقع پر سیدہ کے ساتھ حضرت علیؓ کے گھر گئی تھیں۔ وہ کہتی ہے کہ سیدہؓ دو چادروں میں لپٹی ہوئی تھیں۔ انہوں نے چاندی کے زرد رنگ کے دو بازوبند پہن رکھے تھے۔ جب آپ علیؓ کے گھر پہنچیں تو اس وقت ان کے گھر میں بھیڑ کی ایک کھال، کھجور کی چھال بھرا ایک تکیہ، مشک چھلنی اور ایک پیالہ تھا۔

امام احمد بن حنبل کتاب الزھد میں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ

جهز رسول الله فاطمة في خميلة وقربة ووسادة من ادم حشوها ليف.	رسول اللہ نے فاطمہؓ کو جہیز میں ایک چادر، مشک، کھجور بھرا چمڑے کا تکیہ دیا۔

امام احمد حضرت علیؓ سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ آپؓ نے فرمایا:

ما كان الا اهاب كبش ننام على ناصيته وتعجن فاطمة على ناصيته.	ہمارے پاس گھر میں صرف مینڈھے کی ایک کھال ہی تھی جس کے ایک گوشے پر ہم آرام کرتے اور دوسرے پر فاطمہؓ آٹا گوندھتی تھیں۔

ابو بکر بن فارس اور ابن مسند نے ضمرہ بن حبیب سے روایت کیا ہے:

قضى رسول الله على ابنته بخدمة البيت وقضى على على بما كان خارج البيت.	ان دونوں کے لیے رسول پاک نے تقسیم کاریوں فرمائی تھی کہ فاطمہؓ کے سپرد گھر کے کام کاج تھے اور علی کے ذمے باہر کے

بخاری نے خمس اور مسلم نے دعوات میں حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے:

ان رسول اللہ لما زوج	
فاطمة بعث معھا خمیلة	رسول اللہ نے شادی کے موقع پر
و وسادة من ادم وحشوھا	فاطمہؓ کے ساتھ ایک چادر کھجور کی
لیف و رحیین و مسقاد	چھال بھرا ایک چرمی تکیہ، دو چکیاں
جرتین ۔	ایک مشک اور دو گھڑے بھیجے۔

ایک روز حضرت علیؓ نے سیدہ فاطمہؓ سے کہا کہ کتنی سال ہوتے میرے سینے میں تکلیف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور علیہ السلام کے پاس غلام لونڈی کثرت سے آئے ہیں۔ تو جا اور خدمت کے لیے ایک لے آ۔ سیدہ کہنے لگیں کہ بخدا میرا حال بھی یہ ہے کہ چکی چلا چلا کر ہاتھ چھالہ زدہ ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آپؓ بارگاہِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئیں۔ حضورؐ نے پوچھا بیٹی کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا سلام کے لیے حاضر ہوئی تھی۔ حیاء کے مارے انہوں نے اپنی ضرورت پیش نہ کی اور اسی طرح لوٹ گئیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا: کیا بنا؟ کہنے لگیں "میں تو حیاء کے مارے حضورؐ سے کچھ کہہ ہی نہ سکی۔ پھر وہ دونوں اکٹھے حاضرِ خدمت ہوئے۔ علیؓ نے عرض کیا: حضورؐ اللہ نے آپ کو غنیمت میں کثیر غلاموں سے نوازا ہے۔ ایک خدمت گار ہمیں بھی عطا فرما دیجئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: واللہ، میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔ خاص طور پر ایسی حالت میں کہ میں مسلمانوں پر خرچ کرنے کے لیے اور کچھ نہ پاؤں اور انہیں یونہی بھوکا ننگا چھوڑ دوں۔ حالانکہ میں نے ان سے بیعت لے رکھی ہے۔ مجھے ان کے ایمانوں کی حفاظت کرنی ہے اور ان پہ خرچ کرنا ہے۔

پس وہ دونوں واپس آ گئے اور اپنی چادر اوڑھ کر لیٹ گئے کہ اس سے اگر اپنے سروں کو ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگے

ہو جاتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو تمہاری مطلوبہ شے سے کہیں بہتر ہوں۔ عرض کیا: جی ہاں: تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایسے کلمات ہیں جو مجھ تک جبرئیل نے پہنچاتے ہیں، ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ دس دفعہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ اور جب تم اپنے بستروں پر لیٹو تو سبحان اللہ اور الحمد للہ تینتیس تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر چونتیس مرتبہ پڑھو۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے سکھانے کے بعد میں نے کبھی ان کو ترک نہیں کیا۔ ابن اللواء نے عرض کیا کہ صفین کی رات بھی نہیں۔ فرمایا: نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب اہل بیت سے خلافت ظاہرہ چلی گئی اور ملوکیت میں بدل تو خلافت باطنہ حسنین کریمین کے لیے خاص ہو گئی۔ بلکہ اکثر کی رائے یہ ہے کہ ہر زمانے میں قطب الاولیاء آپ کی اولادِ اطہار ہی سے ہوتا ہے۔

تیسرا باب

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے فضائل احادیث مبارکہ کی روشنی میں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے فضائل احادیث مبارکہ کی روشنی میں

آپ کا مقام و مرتبہ

۱۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فاطمة بضعة منّي فمن أغضبها فقد أغضبني۔ (البخاری، مناقب فاطمہ)

فاطمہؓ میری جگر گوشہ ہے جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

آپ کو گالی دینے والے کا حکم

شیخ سہیلیؒ نے کہا ہے کہ یقیناً اس شخص نے کفر کیا جس نے خاتونِ جنت کو گالی دی۔

اس کی تائید میں یہ واقعہ بیان کیا کہ ابو لبابہ اپنے آپ کو ستون کے ساتھ باندھتے ہوئے قسم اٹھائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی مجھے نہ کھولے۔ سیدہ فاطمہ آئیں اور انہوں نے کھولنا چاہا مگر انہوں نے اپنی قسم کے پیش نظر معذرت چاہی اس موقعہ پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جگر کا حصہ ہے۔ لیکن یہ محلِ نظر ہے (جمع الجوامع: ۱: ۲۹۷)

بعض اسلاف کا قول ہے کہ جس شئی سے سیدہ فاطمہؓ کو ایذا پہنچتی ہے حضور علیہ السلام بھی اس سے تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں اور کوئی شئی آپؓ کی اولاد سے بڑھ کر آپ کو تکلیف میں مبتلا نہیں کرتی۔ یہ بات بالتحقیق مسلمہ ہے کہ آپؓ کو تکلیف دینے

والے کے لیے دنیا میں بھی سخت سزا ہے اور آخرت میں بھی شدید عذاب۔

۲۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ جس نے اسے تکلیف دی، اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے اسے خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔

ان الانساب تنقطع یوم القیامۃ غیر نسبی۔

میرے نسب کے علاوہ تمام خاندانی رشتے قیامت کے دن ختم ہو جائیں گے۔

(مسند احمد، المستدرک للحاکم ۳: ۱۵۸)

سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاخ ہیں

۳ مسور بن مخرمہ سے ہی روایت ہے کہ جناب رسالت مآب علیہ السلام آپ رض کو اپنی شاخ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

انما فاطمۃ شجنۃ منی یبسطنی ما یبسطھا و یقبضنی ما یقبضھا

(الطبرانی، المستدرک ۳: ۱۵۴)

بلاشبہ فاطمہ رض میرے لیے شاخ کی طرح ہے جو اسے آرام دیتا ہے وہ مجھے آرام دیتا ہے اور جو اسے تنگ کرتا ہے وہ مجھے تنگ کرتا ہے۔

فاطمۃ الزہرا رض کی تکلیف نبئ پاک علیہ السلام کی تکلیف ہے

۴۔ حضرت ابی حنظلہ رض سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول پاک علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

"یقیناً فاطمہ رض میرا ٹکڑا ہے یعنی میرا جگر گوشہ ہے۔ پس جس نے اسے تکلیف

دی اس نے مجھے تکلیف دی"۔

(المستدرک، ۱ : ۱۵۹)

۵ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
"بے شک فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے اس پر شدت کی اس نے مجھ پر شدت کی"۔

(ایضاً)

نمونۂ عفت کاملہ

۶۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبیٔ پاک علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:
"بے شک فاطمہؓ نسوانی پاکیزگی کے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ اللہ رب العزت آپؓ کی اس پاکیزگی کی بدولت آپ کو اور آپ کی اولاد کو جنت میں داخل فرمائیں گے"۔
طبرانی نے اسے کبیر میں روایت کیا اور کہا کہ اسکی سند میں ضعف ہے جبکہ حاکم نے اسی قسم کی حدیث مستدرک میں روایت کی ہے اور اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ (المستدرک ۱، ۱۵۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی اولاد پر آگ کو حرام قرار دیا

۷۔ حضرت ابن مسعود ہی سے روایت ہے کہ:

ان فاطمة حصنت فرجها فحرمها الله وذريتها على النار۔	بے شک فاطمہؓ کی عفت و پاکیزگی کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی اولاد پر آگ حرام کر دی۔

(مسند ابو یعلی، الطبرانی، المستدرک ۱ : ۱۵۲)

طبرانی اس کی سند کو ضعیف قرار دیتے ہیں لیکن مسند بزار میں اس قسم کی ایک حدیث منقول ہے۔ جس سے تقویت پاکر یہ حسن ہو گئی ہے۔ البتہ حاکم نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

یہاں آگ سے مراد جہنم کی آگ ہے۔ جو آپ کے بیٹوں کے حق میں مطلقاً حرام ہے۔

پس حدیث پاک صرف آپؓ کی اولاد پر ہی محمول ہے۔ ابو کریبؒ اور جناب علی بن موسیٰ رضاؒ کے قول سے بھی اس کی یہی تشریح ہوتی ہے۔

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب زید بن موسیٰ الکاظمؒ نے مامون کے خلاف خروج کیا تو اس نے آپ پر غلبہ پانے کے بعد آپ کو آپ کے بھائی علی رضاؒ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے آپ کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

زید! تجھ تک حضور علیہ السلام کا یہ فرمان نہیں پہنچا کہ جب خون بہائے جائیں گے۔ راستے کاٹے جائیں گے اور حرام مال حاصل کیا جائے گا"

انہوں نے کہا 'تیری ہمت بلند ہے۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

"فاطمہؓ کی پاکبازی کے باعث اللہ نے ان پر اور ان کی اولاد پر آگ حرام کر دی ہے اور یہ فقط ان کے بطن مبارک سے پیدا ہونے کی صورت میں ہے۔"

ابو نعیمؒ اور خطیب نے محمد بن یزید سے روایت کیا ہے کہ "میں بغداد میں تھا کہ انہوں نے کہا کہ علی بن علی بن رضا سے کوئی تیری ملاقات کرا سکتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔

چنانچہ ہم آپؓ سے ملے اور سلام کر کے آپ کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ تو میں

نے ان سے پوچھا کہ یہ حدیثِ پاک "ان فاطمہ أحصنت فرجھا۔۔۔۔ الخ"
عام ہے یا خاص؟"
انہوں نے فرمایا کہ یہ حسنین کریمین کے ساتھ خاص ہے۔
۸۔ عبداللہ ابنِ عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے
جناب فاطمۃ الزہرا رضؓ سے فرمایا کہ
"اللہ تعالٰی تجھے اور تیری اولاد کو عذاب نہیں دے گا۔"
(الطبرانی، جمع الجوامع ۱: ۱۷۰)

آپ کے مشاعر کی رعایت

۹ حضرت مسور بن مخرمہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب علی المرتضیٰ رضؓ
نے ابوجہل کی بیٹی کے لیے پیغام نکاح بھیجا۔
اس پہ رسولِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ
فاطمہ رضؓ میرا ٹکڑا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں اس کے دین کو فساد لاحق نہ ہو
جائے اور میں نہ کبھی حلال کو حرام کرتا ہوں اور نہ ہی حرام کو حلال۔ لیکن خدا کی قسم،
اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی بھی اکٹھی ایک مرد کے نکاح میں نہیں
آسکتیں۔" (احمد، بخاری و مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)
دارقطنی کے مطابق اس حدیث میں عمرو بن زید ثوبانی نامی راوی وضعِ حدیث
میں مشہور ہے۔

آپ رضؓ کی عظمتِ مقام

۱۔ حضرت عمر رضؓ بن خطاب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

کہ آپ نے فرمایا:

ان فاطمۃ و علیاً والحسن والحسین فی حظیرۃ القدس فی قبۃ بیضاء سقفہا عرش الرحمٰن۔

جنت میں فاطمہ، علی اور حسنین کہ میں ایک سفید قبہ میں ہونگے جسے عرش الٰہی نے ڈھانپ رکھا ہوگا۔

ابن عساکر نے اسے انتہائی ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ بلکہ اس کے موضوع ہونے کا بھی قول کیا گیا ہے۔ (البتہ بخاری اور ابوداؤد نے اسے معناً روایت کیا ہے۔

فاطمہ اور دشمن الٰہی کی بیٹی کا اجتماع حرام ہے

۱۱۔ حضرت مسور بن مخرمہ ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بر سر منبر فرماتے ہوئے سنا کہ

"بنی ہاشم بن مغیرہ مجھ سے، اپنی بیٹی کی شادی علی بن ابی طالب سے کرنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ پس آگاہ ہو جائیں کہ انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اجازت نہیں ہے۔ اجازت نہیں ہے۔ الا یہ کہ علیؓ پہلے میری بیٹی کو طلاق دیں اور پھر ان کی بیٹی سے شادی کریں۔ میں نہ کسی حرام شی کو حلال کرتا ہوں اور نہ ہی کسی حلال شی کو حرام کرتا ہوں۔ مگر اللہ کی قسم، اللہ کے رسولؐ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی بھی ایک نکاح میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔" (البخاری، کتاب النکاح)

روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی مذکور ہے کہ

"فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے۔ جس نے اسے بےچین کیا اور قلق میں ڈالا اس نے

مجھے بے چین کیا۔ جس نے اسے تکلیف دی، اس نے مجھے ایذا و رسانی کی

آپ کی رضا جوئی

۱۲۔ حضرت سریہ بن عقلہؓ سے منقول ہے کہ علی مرتضیٰؓ نے جب ابوجہل کی بیٹی کے لیے پیغام نکاح بھیجا تو آپؐ سے اس بارے میں بات کی۔
آپؐ نے فرمایا "کیا تم اس کے حسب کے بارے میں سوال کرتا ہے؟"
عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں؟"
فرمایا "نہیں، فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس سے پریشان و غمزدہ ہوگی" تو حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میں وہ کام نہیں کروں گا جسے آپ ناپسند فرماتے ہیں۔

کسی کے لیے جائز نہیں کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف دے

۱۳۔ اسماء بنت عمیسؓ سے مروی ہے کہ جناب علی مرتضیٰ نے مجھے (دیگر نکاح کے لیے) پیغام بھیجا۔ یہ خبر جناب فاطمۃ الزہراؓ کو پہنچی تو انہوں نے یہ معاملہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا۔ جس پر حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کو ایذاء دے۔ (الطبرانی)

۱۴۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے بنت ابی جہل کو پیغام نکاح بھیجا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو تو پھر ہماری بیٹی کو واپس بھیجدو۔ اللہ کی قسم، اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دونوں اکٹھی ایک شخص کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔ (الطبرانی)

جنابِ فاطمہؓ کی رضا اللہ کی رضا اور آپ کا غضب اللہ کا غضب ہے

۱۵ - امیر المومنین حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ کے لئے فرمایا :

"ان اللہ یرضی لرضاک و یغضب لغضبک"

بلاشبہ اللہ تعالیٰ تیری رضا سے راضی اور تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے

(الطبرانی باسناد حسن)

قیامت میں مومنات کی سردار

۱۶ - حضرت فاطمۃ الزہراؓ کہتی ہیں کہ مجھے حضور علیہ السلام نے فرمایا :

یا فاطمة ، اما ترضین أن تاتی یوم القیامة سیدة نساء المؤمنین ۔

اے فاطمہؓ ! کیا تو نہیں چاہتی کہ روزِ قیامت تجھے مومن عورتوں کے سردار کے طور پہ لایا جائے ۔

(الدیلمی ، جمع الجوامع ، ۱ : ۹۷۴)

اللہ اور رسول کی بارگاہ میں آپ کی قبولیت

۱۷ - حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :

یا فاطمة اشتری من اللہ و لو لبشق تمرة ۔

اے فاطمہؓ ، اللہ سے خرید ، خواہ کھجور کی گٹھلی کے بدلے ہی سہی ۔

دنیا کی پریشانیوں پر صبر

۱۸ - حضرت جابرؓ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا :

يا فاطمة! اصبري على مرارة الدنيا۔

اے فاطمہؓ، دنیا کی پریشانیوں پہ صبر کر۔

(اسے ابن لال نے مکارم میں ذکر کیا ہے)

آپ کیلئے شوہر کے چناؤ میں حسن انتخاب

۱۹۔ حضرت عکرمہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يا فاطمة إني ما ألیت أن انكحتك خير اهلي۔

اے فاطمہؓ میں نے تیری شادی بہترین شوہر سے کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

ابن سعدؓ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔

آپ کا حضور علیہ السلام کے کلام کی اتباع کرنا

۲۰۔ جناب ابو ہریرۃؓ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تو صبح و شام یہ وظیفہ پڑھے۔

يا حي يا قيوم برحمتك أستغيث أصلح لي شأني كله لا تكلني إلى نفسي طرفة عين۔

اے زندہ، اے قائم، میں تیری رحمت سے استغاثہ کرتی ہوں کہ تو میرے ہر معاملے کو درست فرما دے اور مجھے لمحہ بھر کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ فرما۔

(الخطیب، جمع الجوامع، ۱: ۹۷۵)

سیدہ اور احساسِ مسئولیت

۲۱۔ حضرت ابو ہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک علیہ السلام نے فرمایا:

یا فاطمة بنت محمد !	اے فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اشتری نفسك من	اپنے نفس کو آگ سے بچالے کہ میں
النار فانی لا أملك لك	تیرے لیے بارگاہِ الٰہی سے کوئی چیز
من اللہ شیئاً۔	نہیں رکھتا۔

(البیہقی، جمع الجوامع، ۱: ۹۷۵)

آپ کے زوجِ محترم کی تعریف

۲۲۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہؓ شادی کی صبح تیار ہو کے پہنچیں تو حضور علیہ السلام نے آپ سے فرمایا:

یا فاطمة، زوجتك سیدٌ	اے فاطمہؓ تیرا شوہر دنیا میں سردار
فی الدنیا، وانه فی الآخرة	اور آخرت میں صالحین میں سے ہے۔
لمن الصالحین۔	

(جمع الجوامع ۱: ۹۷۵)

آپؓ کی اپنے رب سے تعلق اور مناجات میں رغبت

۲۳۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہؓ تجھے میری یہ وصیت سننے سے کوئی امر مانع نہ ہو کہ تو کہتی رہا کر کہ

یا حي یا قیوم برحمتك	"اے حی، اے قیوم، میری تیری
استغیث، فلا تکلنی الی	رحمت کے ساتھ تجھ سے مدد چاہتی
نفسی طرفة عین واصلح	ہوں، مجھے لمحہ بھر کے لئے بھی میرے
لی شأنی کله۔	نفس کے حوالے نہ کرنا اور میرے
(بیہقی، ابن عدی)	تمام امور کو درست فرما۔

حضور علیہ السلام کا آپ سے حسنِ معاملہ

۲۴۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ہاں تشریف فرما تھے کہ خادمہ نے جناب علیؓ اور سیدۂ عالمؓ کے آنے کی خبر دی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "کھڑے ہو کر میرے اہلِ بیت کا استقبال کرو" جب علیؓ اور فاطمہؓ اپنے دونوں شہزادوں حسنؓ و حسینؓ کے ساتھ آچکے تو آپ نے دونوں بچوں کو گود میں لے لیا اور ایک ہاتھ سے حضرت علیؓ اور دوسرے سے فاطمہؓ کو پکڑ کر چوما۔ (مسند احمد وغیرہ)

حسنین کریمینؓ کا اکرام

۲۵۔ حضرتِ زینب بنت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ حسنین کریمینؓ کے ساتھ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ آپؐ نے حضرت حسنؓ کو اپنے ایک پہلو میں، جناب حسینؓ کو دوسرے پہلو میں اور سیدۂ عالم کو دامنِ شفقت میں بٹھا کر فرمایا:

رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل بیت إنہ حمیدٌ مجید (الطبرانی)

اے میرے اہلِ بیت[1] تم پر اللہ جو کہ حمید اور مجید ہے کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں

---

[1] مفسرینِ کرام کے ہاں اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ اہلِ بیت میں کون کون شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں چند مشہور آراء کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

۱۔ "اہلِ بیت سے مراد آپؐ کی ازواجِ مطہرات ہیں" یہ قول سعید بن جبیر کے حوالے سے ابن عباسؓ

(باقی اگلے صفحہ پر)

اولادِ فاطمہ کا مقام و مرتبہ

۲۶۔ حضرت فاطمہؓ کہتی ہیں کہ جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كل بنی آدم ينتمون الى عصبة الا ولد فاطمة فانا وليهم وانا عصبتهم (الطبرانی، ابو یعلیٰ، جمع الجوامع ۱: ۶۲۲)	تمام بنی آدم اپنے عصبہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں، سوائے اولاد فاطمہؓ کے۔ پس میں ان کا ولی اور عصبہ ہوں۔

محبانِ اہلِ بیت

۲۷۔ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ پاک علیہ السلام نے فرمایا:
میں، فاطمہؓ اور علیؓ اور وہ شخص جو ہم سے محبت رکھتا ہوگا، قیامت

(تسلسل) کی طرف منسوب ہے۔ عکرمہ، ابن سائب اور مقاتل بھی اسی مذہب پر ہیں۔

۲۔ "حضرت علیؓ، سیدہ فاطمہؓ اور حسنین کریمینؓ، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت ہیں" اس قول کے قائلین میں امام فخر الدین رازی، زمخشری، قرطبی، شوکانی، طبری، سیوطی، ابن حجر عسقلانی، حاکم ذہبی اور احمد ابن حنبل شامل ہیں۔

۳۔ مفسرین کی ایک جماعت کے مطابق یہ آیتِ مبارکہ "انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا" ازواجِ مطہرات، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہ اور حسنین کریمین سب کو شامل ہے۔

۴۔ جبکہ ایک فریق حضور علیہ السلام کے قبیلہ یعنی آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر، اور آلِ عباس کو اہلِ بیت میں شمار کرتا ہے (عبد اللطیف عاشور)

کے دن اکٹھے ہوں گے۔ ہم اکٹھے کھائیں گے اور اکٹھے پئیں گے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا۔ لوگوں میں سے ایک اس شخص کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ تیرے اعمال کے عرض وحساب کا کیا بنا؟ تو وہ جواب دے گا کہ جس طرح آسانی والوں کے ساتھ کیا گیا۔ میں اسی وقت جنت میں داخل ہو گیا تھا۔

(اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ جبکہ اس کی سند میں ایک راوی مجہول الحال ہے)

اپنی ذات کے بارے میں جوابدہی

۲۸۔ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا فاطمة بنت رسول الله اعملی لله خیرا فانی لا أغنی عنك من الله شیئا یوم القیامة۔

(مسند بزار)

اے فاطمہؓ جگر گوشۂ رسول علیہ السلام اللہ کے لیے نیک اعمال کر، کیونکہ میں قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں تیرے کسی معاملے کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔

تمام خواتین کی سردار

۲۹۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول مقبول علیہ السلام نے فرمایا:

یا فاطمة اما ترضین ان تکونی سیدة نساء العالمین وسیدة نساء المؤمنین۔

(المستدرک، ۳: ۱۵۶)

اے فاطمہؓ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو تمام خواتین، خصوصاً مومن عورتوں کی سردار ہو۔

قیامت میں آپ کی آمد پر تمام کا نظریں جھکا لینا

۲۰۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیدہ فاطمہؓ کی آمد پر قیامت کے دن ایک آواز دینے والا اعلان کر رہا ہوگا،

یا اھل الجمع، غضوا الصارکم عن فاطمۃ بنت محمدٍ حتی تمر	اے اہل اجتماع، حضرت فاطمہؓ بنت محمدؐ کی تشریف آوری پہ، ان کے گذر جانے تک نگاہیں جھکا لو۔

(المستدرک، ۲: ۱۵۳)

رب ذوالجلال کی بارگاہ میں آپؓ کا مرتبہ

۲۱۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ روزِ قیامت عرشِ معلٰی کے زیریں حصہ سے ایک منادی، نداء کرے گا۔

أیھا الناس غضوا الصارکم حتی تجوز فاطمۃ الی الجنۃ	اے لوگو! نگاہیں نیچی کر لو، تاکہ فاطمہؓ جنت کی طرف تشریف لے جائیں۔

اسے ابوبکر شافعی روایت کرتے ہیں۔

ستر ہزار حوروں کے جلوس کیساتھ

۲۲۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت میں عرش کے زیریں حصہ سے ایک منادی اعلان کرے گا۔

یا اھل الجمع نکسوا رؤوسکم وغضوا الصارکم	اے حاضرین حشر! اپنے سر اور نگاہیں جھکا لو تاکہ فاطمہؓ بنت محمدؐ پل صراط سے

حتی تمر فاطمۃ بنت محمد علی الصراط، فتمر مع سبعین الف جاریۃ من الحور العین کمر البرق۔

گذر جائیں۔ آپ ستر ہزار حوروں کے جلو میں برق رفتاری سے گذر جائیں گی۔

پل صراط سے آپؑ کیسے گذریں گی

۳۳۔ حضرت عائشہؓ مرفوعاً روایت کرتی ہیں کہ قیامت میں ایک منادی نداء کرے گا۔

معشر الخلائق، طأطئوا رؤسکم حتی تجوز فاطمۃ بنت محمد فتمر علیھا ریطتان خضر لوان۔

اے لوگو! اپنے سروں کو نیچے کر لو۔ حتی کہ فاطمۃ بنت محمد علیہ السلام تشریف لے جائیں۔ پس آپ گذریں گی اور آپ پر دو سبز چادریں سایہ فگن ہوں گی۔

اسے طبرانی، حاکم اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

سب سے پہلے جنت میں

۳۴۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا، مجھے نبی اکرمؐ نے بتایا۔

ان اول من یدخل الجنۃ أنا و فاطمۃ۔

کہ سب سے پہلے میں اور فاطمہؓ جنت میں داخل ہوں گے۔

(اسے ابن سعد نے روایت کیا ہے)

جنتی خواتین میں سب سے افضل

۳۵۔ حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے:

افضل نساء اهل الجنة خدیجة بنت خویلد و فاطمة بنت محمّد و مریم بنت عمران و آسیة بنت مزاحم۔	جنتی خواتین میں افضل حضرت خدیجہؓ فاطمہؓ، مریمؑ اور آسیہؑ ہیں۔

اسے امام احمدؒ اور ترمذیؒ نے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔
حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کے حضرت عائشہؓ پر افضل ہونے پر یہ روایت قاطع اور صریح ہے۔

سیدہ فاطمہؓ اور حضورؐ کے مابین محبت و شفقت کا تعلق

۳۶۔ حضرت ابو ثعلبہ خشینی روایت کرتے ہیں:
جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد جاتے۔ پھر سیدہ فاطمہؓ کے بارے میں پرسش فرماتے اور پھر اپنی ازواج مطہرات کے ہاں آتے۔ ایک بار آپ سفر سے واپس لوٹے تو آپ نے دو رکعت نفل پڑھے اور پھر حضرت فاطمہؓ کی طرف آئے۔ وہ آپ کو خیمہ کے دروازے پر مل گئیں۔ آپؐ کے چہرے اور آنکھوں کا رنگ تبدیل ہو رہا تھا۔ چنانچہ سیدہ رونے لگیں۔

فقال لها لا تبکی، فان الله عزوجل بعث اباک بامر لایبقی علی ظهر الارض بیت ولا مدر ولا حجر ولا	تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مت رو کیونکہ اللہ رب العزت نے تیرے والد کو ایک ایسے امر کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ سطح زمین پہ کوئی سر سبز وادی،

وبر ولا شعر إلا ادخل الله به عزًا وذلًا ۔

(الطبرانی، ابو نعیم)

شہر، پتھریلی جگہ، کوئی بستی حتی کہ کوئی بال تک ایسا نہ رہ جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ اس کو عزت و وقار سے داخل نہ فرمادے۔

۳۷۔ حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر آخر عہدہ إتیان فاطمۃ، واوّل من یدخل علیہ اذا قدم فاطمۃؓ

(مسند احمد، البیہقی)

حیات ظاہری کے آخری حصہ میں نبی اکرم علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ جب سفر پہ جاتے تو سیدہ فاطمہؓ سے مل کر جاتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے آپ ہی کو ملاقات کا شرف بخشتے۔

میزان میں سیّدہ کی حیثیت

۳۸۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

انا میزان العلم وعلی کفتاہ والحسن والحسین خیوطہٗ والائمۃ من امتی عمودہ وفاطمۃ علاقتہٗ توزن فیہ اعمال المحبین والمبغضین لنا۔

میں علم کا میزان ہوں۔ علیؓ کی حیثیت اس کے پلڑوں کی ہے اور اس کے دھاگے حسنین کریمین ہیں جبکہ فاطمہؓ اس کی ڈنڈی ہیں اور میری امت کے امام اس کے ستون ہیں۔ اس میں ہم سے محبت کرنیوالے اور ہم سے بغض رکھنے

(مسند فردوس للدیلمی، حدیث ۷۱۰۱) والوں کے اعمال تولے جاتے ہیں۔

اسم مبارک جنت کے دروازے پر

۳۹۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

لیلۃ عرج بی إلی السماء رأیت مکتوباً علی باب الجنۃ بالذھب: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی حبیب اللہ، الحسن و الحسین صفوۃ اللہ، فاطمۃ امۃ اللہ۔

شب معراج میں نے جنت کے دروازے پر سونے کے ساتھ یہ کلمات کندہ دیکھے کہ "اللہ کے سوا کوئی محبوب نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں، علیؓ اللہ کے محبوب ہیں، حسنین اس کے دوست اور فاطمہ اس کی باندی ہیں۔

(اسے دیلمی نے روایت کیا ہے۔ بعض محدثین نے اس کے موضوع ہونے کا قول کیا ہے)

کلمات جو آدمؑ کو سکھائے گئے

۴۰۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے جناب مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ وہ کون سے کلمات تھے جو حضرت آدمؑ کو ان کے رب کی طرف سے توبہ کے لیے سکھائے گئے تھے۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ:

سأل بحق محمد و علی و فاطمۃ والحسن والحسین۔

انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، علیؓ، فاطمہؓ اور حسنین کریمینؓ کے واسطے سے اپنے رب کی بارگاہ میں گذارش کی تھی۔

سیّدۃ النساء

۴۱۔ حضرت عمران بن حصین رضؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سیّدہ فاطمہ رضؓ کی بیمار پُرسی کے لیے تشریف لے گئے تو آپؐ نے ان سے فرمایا: بیٹی تیری آنکھیں کیسی ہیں؟ کیا تو خواتین عالم کی سردار بننے پہ راضی نہیں؟ انہوں نے عرض کیا:

فاین مریم بنت عمران	مریم بنت عمران کا کیا ہوگا؟ آپؐ
قال: تلك سیدۃ نساء عالمھا	نے فرمایا۔ وہ اپنے عالم کی عورتوں
وانت سیدۃ نساء عالمك۔	کی سردار ہے اور تو اپنے عالم کی۔
واللہ لقد زوجك سیّدا	رب ذوالجلال کی قسم تیرا شوہر دنیا و
فی الدنیا والاخرۃ۔	آخرت میں سردار ہے۔

(اسے حاکم نے سیّدۃ عائشہ رضؓ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔)

۴۲۔ حضرت علی رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
"مریم اپنی عورتوں میں سے بہتر ہیں اور فاطمہ رضؓ اپنی خواتین میں سے۔"

(ترمذی)

۴۳۔ حضرت عروۃ رضؓ کہتے ہیں کہ جناب خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"مریمؑ اپنے جہان میں خواتین میں سب سے بہتر ہے اور فاطمہ رضؓ اپنے جہان میں۔"

اسے حارث بن اسامہ رضؓ نے بیان کیا ہے۔

جنتی خواتین کی سردار

۴۴۔ حضرت ابو سعیدؓ سے منقول ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فاطمة سيدة نساء اهل الجنة الا ما كان من مريم بنت عمران۔ (المستدرک ۳، ۱۵۴)

فاطمہؓ، مریم بنت عمران کے علاوہ باقی تمام خواتین جنت کی سردار ہیں۔

جنت کی سردار خواتین

۴۵۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا:

سيدات اهل الجنة بعد مريم بنت عمران فاطمة وخديجة ثم بنت مزاحم

حضرت مریمؑ کے بعد جنتی خواتین کی سردار حضرت فاطمہؓ و خدیجہؓ ہیں اور ان کے بعد بنت مزاحم (آسیہ) کا درجہ ہے۔

(اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں رواۃ صحیح کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

مومن خواتین کی سردار

۴۶۔ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپ کی بارگاہ میں حاضر تھیں کہ فاطمہؓ آئیں، اور آپؓ بالکل اپنے والدِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح چلتی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوش آمدید کہا، اپنے دائیں جانب بٹھایا اور پھر ان کے کان میں کچھ کہا کہ آپؓ رونے لگیں۔ بعد ازاں پھر آپ کے کان

میں کچھ کہا تو آپ ہنسنے لگ گئیں۔ میں (عائشہ رض) نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو کہنے لگیں میں یہ راز فاش نہیں کر سکتی۔

جب نبی کریم علیہ السلام وصال فرما گئے تو میں نے دوبارہ فاطمہ رض سے کہا کہ اسألك بمالي عليك من الحق لما اخبرتني بما سارك۔ (میرا جو حق تم پہ بنتا ہے اس کی بنا پر پوچھتی ہوں کہ تم سے حضور علیہ السلام نے کیا کہا تھا۔) انہوں نے کہا کہ ہاں اب بتائے دیتی ہوں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جبرئیل امین میرے ساتھ ہر سال قرآن پاک کا دور ایک مرتبہ کیا کرتے تھے مگر اس سال اس نے یہ دور دو مرتبہ کیا۔ اس بات سے میں سمجھ گیا ہوں کہ میں جلد ہی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والا ہوں۔ پس (میرے بعد) اللہ کی شریعت پابندی اور صبر کرنا۔ میں تجھ سے پہلے جانے والا ہوں۔

یہ سننا تھا کہ میں رو پڑی۔ پھر آپ نے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ

أما ترضين أن تكوني سيدة نساء المؤمنين۔ فضحكت۔ (بخاری و مسلم)

"کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ تو مومن خواتین کی سردار بنے"۔ یہ سن کر میں ہنس پڑی۔

جنتی خواتین کی سردار

۴۷۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رض سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے سال حضور علیہ السلام نے فاطمہ رض کو بلایا اور ان سے کچھ کہا تو وہ رو دیں، پھر ان سے کچھ فرمایا تو وہ ہنس دیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو فرمانے لگیں،

"آپ نے مجھے آگاہ فرمایا کہ آپ کا وقت وصال قریب ہے تو میں رو دی

پھر مجھے فرمایا کہ مریمؑ کے علاوہ باقی جنتی عورتوں کی سردار میں ہوں گی تو میں ہنس دی۔

بیت میں سب سے پہلے وصال

۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ مجھے فاطمہؓ نے بتایا کہ رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جبرئیل امین ہر سال میرے ساتھ ایک دورہ قرآن کرتے تھے، مگر اس سال سال انہوں نے دو بار دورہ کیا ہے۔ جسے میں اپنی موت کے قرب کی علامت محسوس کرتا ہوں اور تو اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھے آکر ملے گی۔ اور میں تیرے لیے سب سے بہتر سلف ہوں۔ سیدہ فاطمہؓ نے بتایا کہ یہ سن کر میں رو دی۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا:

الا ترضین ان تکونی سیدۃ	کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو اس
نساء ھذہ الامۃ او نساء	امت کی عورتوں یا مومنوں کی عورتوں
المومنین ، فضحکت۔	کی سردار ہو۔ پس یہ سن کر میں ہنس دی۔

مصطفیٰ کریم علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت

م ۔ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ میں نے سیدہ فاطمہؓ سے بڑھ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو وغیرہ میں مشابہت رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ جب ور، حضور علیہ السلام کے پاس آتیں تو آپؐ کھڑے ہو جاتے۔ پیار فرماتے، خوش آمدید کہتے اور ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھاتے۔

اسی طرح جب حضور علیہ السلام، فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے جاتے تو آپؓ کھڑے ہو کر استقبال کرتیں، آپؐ کی بلائیں لیتیں، آپؐ کا دست اقدس تھام

کر بیٹھنے کے لیے اپنی نشست پیش کرتیں۔
آپؐ کے مرض موت میں وہ آپؐ کے پاس حاضر ہوئیں تو آپؐ نے ان سے کچھ سرگوشی فرمائی تو وہ رو پڑیں۔ پھر آپؐ نے دوبارہ ان کے کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے گمان کیا کہ وہ سب عورتوں سے زیادہ افضل ہیں کہ ابھی رو رہی تھیں اور ابھی ہنس رہی تھیں۔
وصال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے ان سے اس بابت دریافت کیا تو کہنے لگیں،
"حضورؐ نے مجھ سے فرمایا میرا وصال ہونے والا ہے تو میں رو دی۔
پھر آپؐ نے فرمایا کہ اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھے عالم برزخ میں ملو گی۔ تو میں خوش ہو گئی۔ (ابن حبان)
اس روایت میں اور سابقہ روایات میں کسی قسم کی منافاۃ نہیں پائی جاتی۔ ممکن ہے یہ واقعہ آپؓ کے ساتھ ایک سے زیادہ مرتبہ پیش آیا ہو۔ رہ گیا آپؓ کا "رونا" اور "پھر ہنسنا" تو وہ الگ الگ وجوہات کی بناء پر تھا جیسا کہ حدیث عائشہ سے ظاہر ہے۔ جو کہ اس بات پر دلیل ہے کہ آپؓ کا رونا "حضور علیہ السلام کے وصال کی خبر کی وجہ سے تھا نہ کہ کسی اور بناء پر۔ جبکہ آپ کا "ہنسنا" ملاقات کی اطلاع پر تھا۔

چوتھا باب

اس باب میں سیّدہ فاطمہؓ کے خصائص اور دیگر
خواتین پر آپ کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

آپؓ کے فضائل وخصائص بہت زیادہ ہیں (ان میں سے چند یہ ہیں)

آپ خواتینِ امت میں افضل ترین

امام احمدؒ، حاکم اور طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ

فاطمة سيدة نساء اهل الجنة الا مريم۔
سیدہ فاطمہؓ مریمؑ کے سوا جنتی خواتین کی سردار ہیں۔

ثابت ہوا کہ آپؓ اپنی والدہ حضرت خدیجہ سے بھی افضل ہیں۔ اور جن روایات میں حضرت خدیجہؓ کی فضیلت کا اشارہ ملتا ہے تو وہ بحیثیت والدہ ہونے کے ہے۔
اسی طرح صحیح تر قول بلکہ صواب یہی ہے کہ آپؓ سیدہ عائشہؓ سے بھی افضل ہیں۔
امام سبکیؒ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک مختار قول یہ ہے کہ سب سے افضل سیّدہ فاطمہؓ پھر حضرت خدیجہؓ اور پھر حضرت عائشہؓ کا درجہ ہے۔
امام سبکیؒ مزید فرماتے ہیں کہ اس باب میں پایا جانے والا اختلاف ہم سے مخفی نہیں مگر جب اللہ کی طرف سے علم آجائے تو پھر عقل کے لیے کوئی چارہ نہیں۔

شیخ شہاب الدین بن حجر الھیثمیؒ کا کہنا ہے کہ اس واضح تحقیق میں دیگر بہت سے محققین امام سبکیؒ کے ساتھ ہیں۔ جن میں سر فہرست حافظ ابوالفضل بن حجر ہیں جنہوں نے اس مقام پر کہا :

"سیدہ فاطمہؓ مطلقاً اپنے زمانے اور بعد والے زمانوں کی خواتین سے ممتاز و افضل ہیں۔"

ابن قیم کا قول

ابن قیم کا یہ قول کہ اگر علوِ مرتبہ سے مراد کثرتِ ثواب لیا جائے تو یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس پر اللہ کے سوا کوئی فردِ بشر مطلع نہیں ہو سکتا، کیونکہ ترتیبِ ثواب میں دل کے عمل کو جوارح کے عمل پر فوقیت حاصل ہے۔

لیکن اگر فضیلت سے مراد کثرتِ علم لیا جائے تو پھر یہ عائشہؓ کے لیے خاص ہو گی۔ جبکہ شرفِ اصل کی صورت میں اس کا ثبوت سیدہ فاطمہؓ کے لیے ناگزیر ہے۔ کیونکہ اس معاملے میں ان کی ہمشیرگان کے علاوہ کوئی ان کا شریک نہیں۔ اور شرفِ سیادۃ (خاندان سادات) مراد لینے کی صورت میں تو ثبوتِ نص فقط آپ ہی کی ذاتِ گرامی کے لیے خاص ہے۔

رہ گیا حضرت عائشہؓ کا فضیلتِ علم والا امتیاز تو اس سے ان کی ام المومنین حضرت خدیجہؓ پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے اسلام کی آواز پر لبیک کہا اور پیغامِ رسالت کو عام کرنے کے لیے جان و مال کے ساتھ مدد و اعانت کی۔ تاقیامت آنے والے لوگوں کو ملنے والا اجر انہیں بھی حاصل ہو گا۔

فضیلتِ فاطمہؓ پر انعقادِ اجماع کا قول کرنے والوں کا تعاقب کرتے ہوئے

ابنِ قیم نے کہا ہے کہ اگر اسے درست مان لیا جائے تو پھر جنابہ مریمؑ کی فضیلت میں وارد ہونے والی روایات کا کیا بنے گا۔

جہاں تک حضرت مریمؑ کے ان سے افضل ہونے کی بات ہے جیسا کہ قرطبی اور ان کے ہم خیال لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ "نبی" ہیں۔ اس بات میں پائے جانے والے اختلاف سے قطع نظر اور باوصف آپ کے استثناء کے، جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ظاہر ہے۔ ایک ایسی ہی روایت جسے حافظ ابن عبدالبر نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

سیدۃ نساء العالمین مریم	جہاں بھر کی خواتین کی سردار مریمؑ
ثم فاطمۃ ثم خدیجۃ ثم	ہیں، ان کے بعد فاطمہؓ، پھر خدیجہؓ
آسیۃ۔	اور پھر آسیہؓ (بنت مزاحم) ہیں۔

قرطبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس سے یہ اشکال مکمل طور پر رفع ہو جاتا ہے

حافظ ابنِ حجر کا قول

اس روایت کے بارے میں حافظ ابن حجر نے جو یہ قول کیا ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں ہے اگر اس سے مراد اس کی صحت اصطلاحیہ سے انکار۔ ہے تو یہ درست ہے کیونکہ یہ روایت صحیح نہیں بلکہ حسن ہے۔

حافظ نے اس پر نصاً ایک اور حدیث وارد کی ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ:

سیدات نساء اھل الجنۃ	حضرت مریمؑ کے بعد جنتی خواتین کی
بعد مریم بنت عمران	سردار فاطمہؓ اور خدیجہؓ ہیں اور ان کے

فاطمة وخديجة ثم آسيه   بعد آسیہ بنت مزاحم
بنت مزاحم إمرأة فرعون

اسے طبرانی نے اوسط اور کبیر میں روایت کیا ہے۔
حافظ ھیثمی نے کہا کبیر کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں۔
مذکورۃ الصدر رائے کے برعکس مقریزی اور سیوطی وغیرہ کا کہنا ہے کہ
"کوئی ایسا نہیں ہے جو جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کر سکے"۔

خواتینِ امت محمدیہ پر فضیلت

جہاں تک امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خواتین کا تعلق ہے تو بلاشک وشبہ آپؓ ان سب سے افضل ہیں بلکہ کئی ایک نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ آپؓ اور آپؓ کے برادرِ محترم حضرت ابراہیمؑ تمام صحابہ حتیٰ کہ خلفاء اربعہ سے بھی افضل ہیں۔

دیگر ہمشیرگان پر فضیلت

حافظ ابن حجرؒ کے مطابق آپ اپنی باقی بہنوں سے افضل ہیں کیونکہ آپؓ ذریتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی آپ کے علاوہ کسی دوسری بیٹی سے حضور علیہ السلام کی نسل نہیں چلی۔ وہ سب حضور علیہ السلام کی حیاتِ ظاہری میں وفات پا گئیں اور آپؐ کے لیے یاد بنیں جبکہ نبی پاک علیہ السلام نے سیدہ فاطمہؓ کی زندگی میں وصال فرمایا اور آپ کی یادوں میں بسے۔

ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کا استنباط امام ابن جریر طبری کی نقل کردہ اس روایت سے کیا ہے کہ فاطمہ بنت حسینؓ بن علیؓ اپنی دادی محترمہ جناب فاطمۃ الزہراؓ

کے حوالے سے بیان کرتی ہیں کہ :

"ایک روز میں حضرت عائشہ رض کے ہاں گئی ہوئی تھی۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے آہستہ سے کچھ فرمایا تو میں رو پڑی۔ آپ نے پھر کچھ فرمایا تو میں ہنس پڑی۔ بعد ازاں سیدہ عائشہ رض نے اس معاملے کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے عرض کیا کہ میں حضور علیہ السلام کا راز آپ کو نہیں بتاؤنگی۔ جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے تو انہوں نے دوبارہ مجھ سے وہ بات دریافت فرمائی تو میں نے جبرئیل کے حضور علیہ السلام کے ساتھ دو مرتبہ دورہ قرآن کرنے والی بات انہیں بتادی۔ اور یہ بھی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ شاید یہ میرے وصال کا سال ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اس (فاطمہ) جیسی بھلائی کرنے والی عورت دنیا بھر میں تمہیں تمیز فرمایا: کہ صبر کرنے میں کسی عورت سے پیچھے نہ رہ جانا۔ بس یہ باتیں سن کر میں رو پڑی۔ پھر آپ نے فرمایا :

أنت سيدة نساء اهل الجنة فضحكت۔ — تو اہلِ جنت کی خواتین کی سردار ہے تو میں ہنس پڑی۔

امام طحاوی کی روایت

رہا یہ معاملہ اس روایت کا جسے امام طحاوی نے حضرت عائشہ رض سے مروی حدیث کہ جس میں زید بن حارثہ رض کا حضرت زینب رض کو لانے کا واقعہ مذکور ہے کے حوالے سے نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں :

هي افضل بناتي أصيبت في — یہ میری بیٹیوں میں سب سے افضل

جسے میری وجہ سے تکالیف آئی ہیں۔

بعض ائمہ نے کہا یہ روایت ثابت ہی نہیں۔ اگر بالفرض ثابت ہو تو یہ اوائل کی روایت ہے جبکہ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے سیدہ فاطمہؓ کے لیے ایسے کمالات عالیہ عطا فرمائے کہ جن سے امت مرحومہ کی کوئی خاتون مطلقاً علاقہ نہیں رکھتی۔

علاوہ ازیں ام المومنین عائشہؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے لیے فرمایا:

ھی خیر بناتی انھا اصیبت بی۔	میری بیٹیوں میں یہ سب سے بہتر ہے کیونکہ اسے میری خاطر بہت تکالیف برداشت کیں۔

اس بنا پر جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ سیدہ فاطمہؓ کی فضیلت مطلقہ نص صریح سے ثابت ہے۔

آپؓ پر سوکن لانے کی تحریم

محب طبری کا قول ہے کہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت علیؓ کے لیے سیدہ فاطمہؓ کی موجودگی میں ان کی اجازت کے بغیر دوسرا نکاح حرام تھا۔

اس پر اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد بھی دلالت کرتا ہے:

وما کان لکم أن تؤذوا رسول اللہ۔ (الاحزاب: ۵۳)	تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دو۔

لیکن متقدمین ائمہ شوافع کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آپ کی تمام صاحبزادیوں کی خصوصیت ہے نہ کہ فقط سیدہ فاطمہؓ کی۔

شیخ ابو علی نے شرح التلخیص میں اسی بات کی تصریح کی ہے کہ:

"بنات النبی ﷺ پر نکاح کرنا حرام ہے۔"
جبکہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس امر کے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیونکہ آپ کو والدہ اور تمام ہمشیرگان کی وفات کی وجہ سے پریشانی اٹھانا پڑی اور اب آپ کا کوئی غم خوار نہ تھا جس کی وجہ سے الم غیرت میں تخفیف ہوتی۔ مگر یہ محل نظر ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا حیض وغیرہ سے پاک تھیں

احناف کے فتاویٰ ظہیریہ میں ہے کہ آپ کی خدمت کرنے والی دایہ کہتی ہیں کہ:
آپ رضی اللہ عنہا (زچگی میں) کچھ ہی دیر بعد نفاس سے پاک ہو جاتی تھیں، مبادا نماز فوت نہ ہو جائے۔"
اسی بناء پر "زہراء" آپ رضی اللہ عنہا کا لقب ہوا۔
جن لوگوں نے اس پر جزم کا اظہار کیا ان میں، شوافع میں سے محب طبری بھی ہیں۔ اس بارے میں دو احادیث وارد ہیں:

انها حوراء آدمية طاهرة مطهرة لا تحيض ولا يرى لها دم في طمث ولا في ولادة.

آپ رضی اللہ عنہا انتہائی پاک طاہرہ مطہرہ خاتون تھیں۔ آپ کو کبھی خون نہ آیا۔ نہ تو کبھی ایام حیض میں آپ رضی اللہ عنہا سے خون ظاہر ہوا اور نہ دوران زچگی۔

مگر ان مذکورہ احادیث کو حاکم اور ابن عساکر نے ام سلیم زوجہ ابی طلحہ سے روایت کیا ہے۔ یہ دونوں روایات موضوع ہیں۔ جیسا کہ ابن جوزی نے ان کے بارے میں فیصلہ دیا ہے۔ اور اس کی تائید جماعت محدثین نے کی۔ ان میں امام سیوطی بھی ہیں۔

۴۔ آپ کو بھوک نہیں لگتی تھی

بیہقی نے دلائل میں حضرت عمران بن حصینؓ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ سیدہ فاطمہؓ آپ کے پاس حاضر ہوئیں اور آپ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ حضور علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا۔ آپؓ کے چہرۂ مبارک سے سرخی غائب تھی اور بھوک کی شدت کی وجہ سے زردی چھائی ہوئی تھی۔ سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دستِ اقدس، انگلیاں کھول کر آپ کے سینۂ مبارک پر رکھ کر فرمایا۔

اللھم مشبع الجماعۃ ودافع الوضیعۃ ادفع فاطمۃ بنت محمدؐ۔	"اے اللہ، جماعت کو شکم سیر کرنیوالے اور تنگی دور فرمانے والے، فاطمہؓ سے اس تکلیف کو دور فرما دے۔"

حضرت عمرانؓ کہتے ہیں کہ بعد میں میں نے اس بارے میں سیدہؓ سے استفسار کیا تو فرمانے لگیں کہ

ماجعت بعد یا عمران	"عمران اس کے بعد مجھے کبھی بھوک نہیں لگی۔"

انہی سے منقول ہے کہ میں نبی مکرم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ سیدہ فاطمہؓ حاضر ہوئیں اور آپ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا:

ادنی یا فاطمہ	فاطمہؓ قریب ہو جاؤ۔

پس وہ قریب ہوئیں۔ آپؐ نے پھر فرمایا:

ادنی	قریب ہو جاؤ

تو وہ مزید قریب ہو گئیں حتی کہ آپ کے بالکل سامنے آ گئیں۔

عمرانؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر زردی پھیلی ہوئی تھی اور سرخی غائب تھی ۔ پس حضور علیہ السلام نے اپنا دستِ اطہر پھیلا کر آپ کے سینہ مبارک پہ رکھا اور سر اٹھا کر یہ دعا مانگی ۔

اللهم مسبغ الجوعة وقاضی	"اے اللہ ، بھوک مٹانے والے ،
الحاجة ورافع الوضيعة ،	ضرورت پوری فرمانے والے ، تنگی
لا تجع فاطمة بنت محمدؐ .	رفع فرمانے والے ، فاطمہ بنت محمد
	صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک سے محفوظ فرما ۔"

پس میں نے دیکھا کہ آپؓ کے چہرۂ مبارک سے زردی ختم ہو گئی اور سرخی چھا گئی ۔ میں نے بعد ازاں آپؓ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ

ما جعت بعد ذلك ابدًا ۔ "پھر کبھی مجھے بھوک نہیں لگی ۔"

اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے ۔ اس میں عتبہ بن حمید کو بعض نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابن حبان وغیرہ نے اس کے برعکس قول کیا ہے جبکہ اس کے بقیہ تمام راوی ثقہ ہیں ۔

امام احمد نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ

ایک دفعہ حضرت بلالؓ نمازِ فجر کے لیے دیر سے آئے تو حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ دیر سے کیوں آئے ہو ؟ کہنے لگے کہ میں سیدہ فاطمہؓ کے گھر کے پاس سے گزر رہا تھا ۔ وہ گیہوں پیس رہی تھیں جبکہ ان کا بچہ رو رہا تھا ۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میں چکی سنبھالتا ہوں آپ بچے کو پکڑ لیجئے یا میں بچے کو لے لیتا ہوں اور آپ چکی سنبھالیے ۔"

آپ فرمانے لگیں کہ میں تجھ سے بڑھ کر اپنے بچے پر مہربان ہوں ۔ اس وجہ سے مجھے دیر ہو گئی ۔

طبرانی نے حضرت حسینؓ کے واسطہ سے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک روز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے بیٹے حسنؓ اور حسینؓ کہاں ہیں؟

سیدہ نے عرض کیا کہ صبح ہمارے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ جناب علیؓ کہنے لگے کہ میں انہیں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں ورنہ یہ تیرے پاس بھوکے روئیں گے۔ پس وہ انہیں لے کر فلاں یہودی کے پاس گئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں گئے تو انہیں اس یہودی کے کھجوروں کے باغ میں پایا۔ ان کے پاس کھجوریں تھیں۔ آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کیا تو انہیں گرمی (دوپہر) سے پہلے واپس نہیں لے جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا، صبح ہمارے ہاں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ کچھ دیر تشریف رکھیں تاکہ میں فاطمہؓ کے لیے کچھ کھجوریں جمع کر لوں۔ پس حضور علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور میں نے فاطمہؓ کے لیے کچھ کھجوریں اکٹھی کر لیں جنہیں حضور علیہ السلام نے اپنی گود میں رکھ لیا۔ پھر وہ چلے۔ حضور علیہ السلام نے دونوں شہزادوں میں سے ایک کو اٹھا لیا اور پھر دوسرے کو اٹھایا۔ حتیٰ کہ سیدہ کے پاس آ گئے۔

۵۔ آپ نے وصال سے پہلے خود ہی غسل کر لیا تھا

مسند امام احمد بن حنبل اور طبقات ابن سعد میں حضرت سلمیٰؓ سے منقول ہے: کہ سیدہ کے مرض موت میں میں تیمارداری کی غرض سے ان کے ہاں تھی۔ ایک روز جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔ سیدہ نے مجھے بلایا اور غسل کے لیے پانی تیار کرنے کا حکم دیا۔ میں نے فوراً تعمیل کی۔ آپ نے غسل فرمایا: کہ میں نے اس سے بہتر انداز میں کسی کو غسل کرتے نہیں دیکھا۔ پھر مجھ سے اپنا

لباس جو کہ موٹے کپڑے کا تھا۔ طلب فرمایا، پہنا، پھر فرمایا کہ میرا بستر گھر کے وسط میں بچھا دو۔ پس وہ اس پر پہلو کے بل قبلہ رو لیٹ گئیں اور رخسار تلے اپنا ہاتھ رکھ لیا اور کہنے لگیں کہ اب میرا وقت وصال ہے۔ میں نے غسل کر لیا ہے۔ لہٰذا کوئی مجھے غسل نہ دے۔ پھر آپؓ وصال فرما گئیں۔ جب سیدنا علی تشریف لائے تو میں نے انہیں بتایا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم انہیں کوئی غسل نہیں دے گا۔ چنانچہ سیدہؓ کو اسی غسل کے ساتھ دفنا دیا گیا۔

یہ حدیث غریب ہے۔ البتہ اس کی سند جید ہے مگر اس میں ابن اسحٰق ضعیف راوی ہے۔ البتہ اس کے لیے شواہد ہیں۔

ایک مرسل روایت جسے عبداللہ بن محمد بن عقیل نے روایت کیا ہے، میں آیا ہے کہ "بوقت وفات سیدہ فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے غسل کے لیے پانی مانگا اور غسل کر کے پاکیزگی حاصل کی پھر اپنے کفن کے کپڑے جو کہ موٹے اور کھردرے تھے، منگوائے اور پہنے پھر خوشبو لگائی اور فرمایا کہ مرنے کے بعد کوئی انہیں نہ کھولے۔ پس انہیں اسی طرح لپیٹ کر دفن کر دیا گیا۔" میں نے ان سے کہا کہ کیا کسی اور نے بھی ایسا کیا؟ فرمایا ہاں، کثیر بن عباس نے ایسا ہی کیا تھا۔ اور اپنے کفن کے اردگرد لکھا کہ کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ "لا الٰہ الا اللہ"

القول المسدد فی الذب عن مسند احمد میں حافظ ابن حجر نے ابن جوزیؒ کے اسے موضوع قرار دینے کو درست قرار نہیں دیا۔

اکثر علماء کا موقف

اس ضمن میں جمہور کا موقف یہ ہے کہ آپؓ کو سیدنا علیؓ نے غسل دیا تھا علاوہ ازیں اس باب میں اسماء بنت عمیسؓ کا نام بھی لیا جاتا ہے

آپ کی نماز جنازہ سیدنا علی المرتضیٰ رضؓ نے پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق رات کے وقت آپ کو دفن کیا گیا۔ تدفین اس جگہ ہوئی جہاں سیدنا حسنؓ کی پیدائش ہوئی تھی۔

آپؓ کا وصال جناب مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے کتنے عرصہ بعد ہوا، اس سلسلہ میں چار اقوال ملتے ہیں:

۱۔ چھ ماہ بعد، یہ قول صحیح تر ہے۔

۲۔ آٹھ ماہ بعد

۳۔ تین ماہ بعد

۴۔ دو ماہ بعد

البتہ اس بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ مہینہ رمضان اور سال گیارہ ہجری کا تھا۔

امام ذہبی کا کہنا ہے کہ صحیح تر قول کے مطابق وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک چوبیس سال تھی۔ جبکہ اکیس، چھبیس، انتیس، تینتیس اور پینتیس کا قول بھی کیا گیا ہے۔

عبداللہ بن حارث کا قول ہے کہ اپنے والدِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؓ چھ ماہ تک زندہ رہیں۔

وھی تذوب وما ضحکت بعدہ ابدًا۔	آپ نے ہنسنا بالکل ترک کر دیا تھا اور اکثر آنسو بہاتیں۔

طبرانی نے جعفر بن محمد سے نقل کیا ہے کہ

مکثت فاطمۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ	سیدہ فاطمہؓ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد تین ماہ تک زندہ رہیں۔

اشھر ما رأئت ضاحکۃ۔ اور اس عرصہ میں آپکو ہنستے ہوئے بالکل نہیں دیکھا گیا۔

اس روایت کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ البتہ اس میں انقطاع پایا جاتا ہے۔

آپ کے جسدِ خاکی کو سب سے پہلے ڈھانپا گیا

متعدد اہلِ علم نے تصریح کی ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے آپ کے جسدِ اقدس کو ڈھانپا گیا۔

ابن سعد نے ام جعفر سے روایت کیا ہے کہ سیدہ فاطمہ نے اسماء سے فرمایا کہ عورتوں کی میت کے ساتھ جو کچھ کیا جاتا ہے میں اسے پسند نہیں کرتی صرف عورت پر کپڑا ڈال کر اسے لے جایا جاتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں نے حبشہ میں خواتین کے جسدِ خاکی لے جانے کا طریقہ دیکھا ہوا ہے۔ کیا وہ آپ کو دکھادوں اس کے بعد انہوں نے کچھ شاخیں منگوائیں۔ انہیں اوپر سے باندھا اور ان پر کپڑا ڈال کر دکھایا۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے فرمایا: مجھے یہ نہایت ہی پسند ہے۔ لہٰذا جب میں فوت ہو جاؤں تو تم اور جناب علی رضؓ مجھے غسل دینا۔ کسی اور کو وہاں ہرگز نہ آنے دینا اور پھر میرے جسم کو اسی طرح ڈھانپ کر لے جانا۔

پس جب آپ نے وفات پائی تو ان کی وصیت کے مطابق ہی کیا گیا۔

رسولِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب سیّدہ فاطمہ رضؓ سے

علماء امت نے کہا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک صرف سیّدہ فاطمہ رضؓ ہی سے چلا ہے۔ کیونکہ سیّدہ فاطمہ رضؓ کی ہمشیرہ حضرت زینب رضؓ کی صاحبزادی حضرت امامہ کی شادی، سیّدہ رضؓ کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضؓ سے

جام پائی تھی اور ان کے بعد مغیرہ بن نوفل سے۔ ان دونوں حضرات سے انکے
ں اولاد بھی ہوئی۔ مگر اس سے آگے زینبؓ کی نسل نہیں چلی۔ جیسا کہ زبیر بن
کار نے تصریح کی ہے۔

پانچواں باب

سیدہ فاطمہ رضؓ سے مروی احادیث اور آپ سے منسوب اشعار۔

جواں مرگی کی بنا پر آپؓ زیادہ احادیث روایت نہ کر سکیں ۔ آپ کی مرویات دس تک ہیں ۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

۱ ۔ حدیث مسارہ : جس میں آپؐ نے سیّدہ فاطمہؓ کو سرگوشیانہ انداز میں اپنے وصال مبارک خبر دی ۔ یہ حدیث تفصیلاً مذکور ہو چکی ہے ۔

۲ ۔ دخولِ مسجد کے وقت کہے جانے والے دعائیہ کلمات کے بارے میں روایت۔[۱]

---

[۱] حضرت فاطمہ بنتِ حسین نے محترمہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے روایت کیا ہے ۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے :

بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک ۔	اللہ کے نام کے ساتھ ۔ اللہ کے رسول علیہ السلام پر سلام (اے اللہ) میرے گناہ معاف فرما اور میرے لیے رحمت کے دروازے کھول ۔

ایک دوسری روایت میں آپؓ سے یہی کلمات مروی ہیں :

جبکہ آپؓ ہی سے منقول ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں :

کان اذا دخل المسجد صلی علی محمد وسلم ، ثم قال اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب	آپ جب مسجد میں داخل ہوتے تو جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے بعد کہتے اے اللہ میرے

(جاری)

اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے فاطمہ صغریٰ کے واسطہ سے سیدہؓ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ یہی روایت ایک اور طریق سے بھی مروی ہے جس میں حضرت فاطمۃ الصغریٰ اپنے والد امام حسین اور وہ اپنی والدہ سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ سے روایت کرتے ہیں۔

۳۔ الا یلومنّ إمرؤ الاّ نفسہ یبیت و فی یدہٖ رمح مخمر۔ | وہ شخص اپنے نفس کے علاوہ کسی پر ملامت نہ کرے جو اس حال میں رات بسر کرے کہ اس کے ہاتھ میں نیزہ اپنے غلاف میں ہو۔

اس روایت کو ابن ماجہ نے امام حسینؑ کے واسطہ سے سیّدہ فاطمہؓ سے بیان کیا ہے۔

۴۔ ترک الوضوء مما مستہ النار۔ | وہ چیزیں جنہیں آگ نے چھوا ہوان کے کھانے سے وضو لازم نہیں ہوتا۔

اسے امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت حسنؓ بن حسنؓ کے واسطہ سے حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے مرسلاً نقل کیا ہے۔

۵۔ ساعۃ الإجابۃ فی یوم | جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی جب سورج

(تسلسل) رحمتک و اذا خرج صلی علی محمد وسلم وقال اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک | گناہ معاف فرما اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول اور جب باہر نکلتے تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے اور دعا کرتے "اے اللہ میرے گناہ معاف فرما اور میرے لیے اپنے فضل کا دروازہ کھول"۔

الجمعة وانها اذا تدلت الشمس للغروب۔	سورج غروب ہونے کے لیے جھک جائے۔

بیہقی نے اسے شعب میں روایت کیا ہے۔

۶۔ امام احمد بن حنبلؒ نے محمد بن علیؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے مجھے لکھا کہ میں حضرت فاطمہؓ کی وصیت ان کے لیے لکھوں۔ پس آپ کی وصیت میں لکھا ہوا تھا:

الستر الذی یزعم الناس انها احدثته وان رسول الله صلی الله علیه وسلم دخل علیها فلما راٰہ رجع۔[1]	وہ پردہ جس کے بارے میں لوگوں کا گمان تھا کہ سیدہؓ اسے اپنے طور پر استعمال میں لے آئیں تھیں اور جب حضور علیہ السلام ان سے ملنے آئے تو اسے دیکھ کر واپس پلٹ گئے۔

---

[1] پورا واقعہ یوں ہے کہ جن دنوں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے، جناب فاطمہؓ نے ان دنوں ایک قیمتی پردہ زعفران میں رنگ کرا کے دروازہ پر لٹکا رکھا تھا یا اپنے گھر میں ڈال رکھا تھا۔ نبی پاک علیہ السلام، جب آپؓ کو شرف ملاقات بخشنے کے لیے گئے تو اسے دیکھ کر، بنا ملے لوٹ کر مسجد میں آ گئے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ نے حضرت بلالؓ کو بھیجا تاکہ معلوم کریں کہ حضور علیہ السلام کیوں کیوں ہو گئے۔

چنانچہ وہ بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اس مقصد کے لیے حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد اس نے ایسے ایسے کیا ہے اور اس قیمتی پردے کا ذکر کر کے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

جب سیدہؓ کو اس معاملے کا پتہ چلا تو انہوں نے فوراً اس پردے کو پھاڑ
(جاری)

۷۔ طبرانی نے حضرت فاطمہ رضؓ سے بیان کیا ہے کہ آپ رضؓ حضور علیہ السلام کے مرض وصال میں، دونوں صاحبزادوں، حسنؓ اور حسین رضؓ کو لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ!

هذان ابناك فورثهما شيئاً۔

یہ آپ کے بیٹے ہیں انہیں کچھ عطا فرمائیے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اما الحسن فلهٔ هيبتي وسودري واما الحسين فلهٔ جودي وجرأتي فان ابتليتم فاصبروا فان العاقبة للمتقين۔

حسنؓ کے لیے میری ہیبت و بزرگی ہے اور حسینؓ کے لیے میری سخاوت اور جرأت ہے۔ پس اگر تم لوگ امتحان میں ڈالے جاؤ تو صبر کرنا۔ اس لیے کہ آخرت تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے ہے۔

۸۔ حضرت ابی ملیکہ سے منقول ہے کہ

كان فاطمة تنقز الحسن وتقول بني شبه رسول الله ليس شبيهاً لعلي۔

سیدہ فاطمہؓ لاڈ سے جھکی بجا کر حضرت حسن سے کہتیں کہ میرا بیٹا شکل و صورت میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہے نہ کہ حضرت علیؓ سے۔

(تسلسل) ڈالا اور اس کا نشان تک باقی نہ چھوڑا۔

حضرت بلال رضؓ نے حضور علیہ السلام کو فوراً خبر دی۔ چنانچہ آپؐ خوش ہوئے اور سیدہؓ سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اور فرمایا:

"کونی کذلك، فداك ابي وامي" (عاشور)

۹۔ دارمی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی تدفین سے فارغ ہوئے تو حضرت فاطمہؓ فرمانے لگیں:

کیف طابت نفسوکم اَن تحثوا — حضور علیہ السلام پر مٹی ڈالنا تمہارے
التراب علی رسول اللہ۔ — دلوں نے کیسے گوارا کیا۔

۱۰۔ ابن عساکر نے جابر بن سعیدؓ سے روایت کیا ہے کہ
حضرت فاطمہؓ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے حضرت ابوبکر سے نکاح کیا ہے اور حضرت علیؓ نے اسماء بنت عمیس سے جناب اسماء اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے عقد میں تھیں۔
پس حضرت ابوبکرؓ اور سیدہ فاطمہؓ تو وفات پا گئے جبکہ حضرت علیؓ نے اسماء بنت عمیس سے نکاح کر لیا۔

آپ سے منسوب اشعار

آپ کی طرف منسوب اشعار میں ایک تو وہ مرثیہ ہے جو آپ نے اپنے والدِ عالی مقام صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر کہا جیسا کہ سیرت یعمری میں ہے۔

اغبر آفاق السماء و کورت — شمس النهار واظلم العصران
(آسمان کے کنارے غبار آلود ہو گئے۔ آفتاب کی چمک ماند پڑ گئی اور زمانے تاریک ہو گئے)

فالارض من بعد النبی کیبۃ — أسفاً علیہ کثیرۃ الرجفان
(نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد زمین غمگین ہو گئی اور شدتِ غم سے بے قرار ہو کر کانپنے لگی)۔

فلیبکہ شرق البلاد و غربہا — ولیبکہ مضر و کل یمانی
(آپؐ کے غم میں مشرق و مغرب کے تمام علاقے اور بستیاں گریہ کناں ہیں، اور عرب کے

تمام قبائل، مضر ہوں یا یمانی آپ کی وفات حسرت آیات پر مصروف گریہ ہیں)۔

ولیبکه الطود المعظم جوه — والبیت ذو الاستار والارکان

(پہاڑ، فضا حتٰی کہ صاحب غلاف بیت اللہ بھی آپ کے غم میں رو رہا ہے)

یا خاتم الرسل المبارک ضوءه — صلی علیک منزل الفرقان

(اے انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے پیارے پیغمبر علیہ السلام آپ کی پھیلائی ہوئی روشنی کس قدر بابرکت ہے۔ آپ پر قرآن نازل کرنے والے رب کی رحمت ہو)[1]

طاہر بن یحییٰ العلوی اور ابن جوزی کی روایت

طاہر بن یحییٰ علوی اور ابن جوزی نے "الوفا" میں حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ:

لما دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاءت فاطمة — جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کی گئی تو حضرت فاطمہؓ وہاں آئیں اور

---

[1] سدی نے اپنے شیوخ سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سیدہؓ کا کہا ہوا جو مرثیہ نقل کیا ہے اس کے الفاظ یوں ہیں۔

ابی وا ابتاه — اجاب ربا دعاه

(آہ میرے والد، آہ ابا حضور! آپ نے اپنے رب کے حکم پر لبیک کہا)

جنت الفردوس ماواه — من ربه ما ادناه

(جنت الفردوس ان کا ٹھکانہ ہے۔ انہیں اپنے رب کا انتہائی قرب حاصل ہے)

الی جبریل نعاه

(مجھے جبریل نے ان کی وفات کی خبر دی)

فوقفت علی قبرہ وأخذت قبضة من تراب القبر۔
آپ کی قبر انور پر کھڑے ہو کر اور خاک تربت کو مٹھی میں پکڑ کر فرمانے لگیں۔

ماذا علی من شم تربة احمد الا یشم مدی الزمان غوالیا

(جناب رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی خاک سونگھنے والے کو کیا ضرورت ہے کہ وہ آئندہ کسی خوشبو کو سونگھے)۔

صبت علی مصائب لو انھا صبت علی الایام عدن لیالیا

(مجھ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ دنوں پہ ٹوٹ پڑتے تو دن، راتوں میں بدل جاتے)۔

سیدہؓ کے بیان کردہ اشعار

مروی ہے کہ آپؓ نے فاطمہ بنت الاحجم کے یہ اشعار پڑھے:

قد کنت لی جبلاً الوذ لظلہ فترکتنی امشی لاجرد ضاحی

(آپؐ میرے لیے ایک ایسے پہاڑ تھے جس کے سایے میں میں پناہ گیر ہوتی تھی۔ آپؐ نے مجھے چلچلاتی دھوپ میں چلنے کے لیے تنہا چھوڑ دیا۔

قد کنت ذات حمیة ماعشت لی أمشی البراز وکنت انت جناحی

(آپ کی حیات مبارکہ میں عزت وعظمت کی حامل تھی اور وسیع بیابانوں کو بلا خوف وخطر تنہا طے کر جاتی تھی۔ اس لیے کہ آپؐ میری قوت اور پناہ گاہ تھے)۔

فالیوم أخضع للذلیل وأتقی منہ وادفع ظالمی بالراج

(آج میں اتنی بے کس وبے سہارا ہو گئی ہوں کہ کمترین شخص سے بھی بچاؤ کے لیے فکر مند ہوں اور ظالم سے محفوظ رہنے کے لیے میرے پاس کوئی ڈھال نہیں سوائے اپنے دست ناتواں کے)۔

واذا دعت قمریة شجناً لھا لیلاً علی فنن دعوت صباحی

یں جب قمری کا ٹہنی پہ المناک بین سنتی ہوں تو پکار اٹھتی ہوں کہ ہائے یہ صبح کیسی غمناک ہے)

روایتِ ثعلبی

ثعلبی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ حسنین کریمینؓ بیمار پڑ گئے۔ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے ساتھ خبر گیری کے لیے تشریف لائے۔ اور حضرت علیؓ سے فرمایا "اے ابو الحسن، تم نذر مان لو"۔ پس حضرت علیؓ اور فاطمہؓ نے نذر مانی کہ اگر دونوں صاحبزادے صحت یاب ہو جائیں تو وہ تین دن روزہ رکھیں گے۔

جب دونوں صاحبزادے شفایاب ہوئے تو حالت یہ تھی کہ ان کے یہاں نانِ جویں بھی موجود نہ تھا۔ چنانچہ جناب علی مرتضیٰؓ ایک یہودی سے کچھ رقم قرض لے آئے۔ پس سیدہ فاطمہؓ نے کھانا تیار کیا اور بوقت افطار ان کے سامنے رکھا تو دروازے پہ ایک سائل آگیا اور اس نے کھانا طلب کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا:

فاطم ذات المجد والیقین — یا بنت خیر الناس اجمعین

(اے عزت ویقین والی فاطمہ، اے سب سے بہترین انسان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی)۔

اما ترین البائس المسکین — قد قام بالباب لہ حنین

(کیا تو سخت محتاج انسان کو نہیں دیکھتی جو اس وقت تیرے دروازے پہ کھڑا ہے)۔

یشکو الی اللہ ویستکین — یشکو الینا جائع حزین!

(وہ اپنی عجز و مسکنت کے باعث اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کناں ہے اور بھوکا و غمزدہ ہمارے سامنے زبان سوال کھول رہا ہے)

کل امرء بکسبہ رھین — و فاعل الخیرات یستعین

(ہر آدمی اپنے کئے کے ہاتھوں مجبور اور صاحب خیرات سے طالب مدد ہے)

موعدہ جنۃ علیین حرمہا اللہ علی الضنین

(اس کا ذخیرات کرنے والے کا ٹھکانہ جنت ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے بخیل پہ حرام قرار دیا ہے)

وللبخیل موقف مہین تہوی بہ النار الی سجین

(بخیل کے لیے حقیر و ذلیل ٹھکانہ ہے اور آگ اسے جہنم کی وادی سجین کی طرف دھکیلتی ہے)

جواباً سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا یوں گویا ہوئیں۔

امرک سمع یابن عم وطاعۃ مابی من لوم ولا وضاعۃ

(اے چچا زاد! میں نے آپ کا حکم سنا اور مانا۔ میں نہ تو لئیم ہوں اور نہ ہی خسیس)

غذیت بالسلب وبالبراعۃ اطعمہ ولا ابالی الساعۃ

(آپ یہ کھانا اسے کھلا دیجئے۔ میں اپنے عقل و شعور (یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رضا کے شعور سے سیر ہو جاؤں گی اور لمحہ بھر کے لئے بھی فکرمند نہ ہونگی)

اُرجو اذا اُنفقت من مجاعۃ ان الحق الاخیار والجماعۃ

(بھوکے پیٹ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے میں امید رکھتی ہوں کہ مجھے بہترین لوگوں میں شامل کر لیا جائے گا)

وادخل الخلد ولی شفاعۃ

(میرے لئے شفاعت ثابت ہوگی اور مجھے بہشت بریں میں داخل کیا جائیگا)

پس کھانا دے دیا گیا اور انہوں نے فقط پانی پہ دن رات گذارا۔ پھر سیدہ نے اسی طرح کھانا تیار کیا تو دروازے پہ ایک یتیم آ کھڑا ہوا۔ اور اس نے کھانا

طلب کیا ۔ حضرت علیؓ کہنے لگے :

یا فاطمہ بنت سید الکریم بنت نبی لیس بالزنیم

(اے فاطمہؓ! صاحب کرم سردار کی صاحبزادی! ایسی ہستی کی بیٹی جو نبی ہیں اور جن میں کسی ہلکی خصلت کا شائبہ تک نہیں)

قد جاءنا اللہ ھذا الیتیم من یرحم اللہ فھو رحیم

(اس یتیم کی وجہ سے گویا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاں مہمان بن کر آیا ہے پس جو اللہ کے لیے رحم کرے وہی رحیم ہے)

موعدہ فی جنۃ النعیم قد حرم الخلد علی اللئیم

(اس کا ٹھکانہ جنت نعیم میں ہے ۔ جبکہ بخیل اور کمینے پر جنت حرام ہے)،

یساق فی النار الی الجحیم شرابہ الصدید والحمیم

(اسے آگ میں جہنم کی وادی جحیم کی طرف گھسیٹا جائے گا اور اس کے پینے کے لیے خون ملی پیپ اور کھولتا پانی ہوگا)۔

سیدہ فاطمہ نے عرض کیا :

انی لاعطیہ ولا ابالی واوثر اللہ علی عیالی

(میں ضرور دوں گی اور فکر نہ کروں گی اور اللہ تعالیٰ میرے بچوں کو شرف وفضیلت عطا فرمائے گا)

امسوا جیاعا وھم اشبالی اصغرھما یقتل فی القتال

(یہ جو کہ شیر جیسے بہادر مرد کے بچے ہیں، بھوکے ہی شام تمام کریں گے ان میں سے چھوٹا جنگ میں شہید ہوگا)۔

بکربلاء یقتل فی اغتیال للقاتل الویل مع الوبال

(وہ عالم غربت میں کربلاء کے مقام پہ شہید ہوگا۔ اور قاتل کے لیے ہلاکت

اور بربادی ہے)

تھوی بہ النار الی سفال　　　مصفد الیدین بالاغلال

(آگ اسے پستی کی طرف کھینچے گی اور اس کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑی ہوگی)

پس کھانا دے دیا۔ انہوں نے دو دن اور رات اس حال میں گذارے کہ سوائے پانی کے اور کچھ نہ چکھا۔ تیسرے دن دروازے پر ایک قیدی آگیا اور اس نے کھانا مانگا تو حضرت علیؓ نے کہا:

فاطمة بنت النبی احمد　　　بنت نبی سید مسود

(فاطمہؓ! نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ۔ سردار اور بہادر کی بیٹی)

هذا أسیر للنبی المهتدی　　　مکبل فی غلہ المقید

(یہ شخص ہادی نبی علیہ السلام کے لیے طوق و ہتھکڑی پہن کر قیدی بننے والا ہے)

یشکو الینا الجوع والتشدد　　　من یطعم الیوم یجدہ فی غد

(یہ ہمارے پاس بھوک اور سختی کی شکایت لے کر آیا ہے۔ جو آج اسے کھلائے گا وہ کل پائے گا۔)

عند العلی الواحد الموحد　　　ما یزرع الذارع سوف یحصد

(اس ذات مبارک کے ہاں جو بلند و برتر اور یکتا و یگانہ ہے۔ بونے والا جو بوئے گا جلد ہی اس کو کاٹ لے گا۔)

فاطعمی من غیر من اونکد　　　حتی تجازی بالذی لا ینفد

(پس اس کو بغیر احسان جتلائے اور تنگی محسوس کیے کھلاؤ کہ تمہیں وہ جزا عطا ہو جو کبھی ختم نہ ہو سکے)۔

پس فاطمہؓ نے عرض کیا:

لم یبق مما جئت غیر صاع　　　قد دمیت کفی مع الذراع

(آپؓ جو کچھ لائے تھے اس میں سے سوائے صاع بھر کے کچھ نہیں بچا۔ جبکہ میری ہتھیلیاں، کلائیوں سمیت خون آلود ہو چکی ہیں)۔

ابناء واللہ من الجیاع　　　ابوھما بمحتدہ صناع

(خدا کی قسم میرے دونوں بیٹے بھوکے ہیں۔ ان کا والد بھی بھوک برداشت کئے ہوئے ہے)

یصنع المعروف بابتداع　　　عبل الذراعین طویل الباع

(وہ یعنی ان کا والد) نت نئے طریقوں سے نیکی کرتا ہے۔ وہ بہت زیادہ سخی اور فیاض ہے۔ گویا کہ اس نے سخاوت کر کے اپنے ہاتھ بازؤوں سے جدا کر دیئے ہیں)

وما علی راسی من قناع

(اور میرے سر پہ کھانا رکھنے کا کوئی تھال نہیں یعنی ہم نے کھانے پینے کی چیزیں جمع نہیں کی ہوئیں)۔

پس انہوں نے کھانا دے دیا اور تیسرا دن بھی بغیر کھائے گذار دیا اور یوں اپنی نذر پوری کی۔ جناب علی المرتضیٰؓ نے حسنین کریمینؓ کو ساتھ لیا اور بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے وہ پرندے کے چھوٹے سے بچے کی طرح کانپ رہے تھے۔

مصطفیٰ کریم علیہ السلام نے فرمایا:

ما اشد ما یسوؤنی ما اریٰ　　　(تمہاری حالت نے مجھے بہت غمناک
بکم انطلق بنا الی ابنتی فاطمۃ　　　کر دیا ہے۔ میرے ساتھ میری بچی فاطمہؓ کے پاس چلو۔

جب ان کو دیکھا تو ان کا پیٹ کمر کے ساتھ لگا ہوا تھا اور بھوک کی شدت سے

آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔

آپؓ نے تأسف کرتے ہوئے فرمایا: "اے خدایا، اہل بیت نبوی بھوک سے نڈھال ہیں" تو اللہ جل شانہٗ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ...... الخ

یہ روایت جھوٹ اور گھڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ حکیم تہ مذیؒ کا کہنا ہے کہ یہ ایسی احادیث میں سے ہے جن پہ دل یقین نہیں کرتے اور ایسی جعلی حدیث احمق، جاہل اور غبی کے ہاں ہی رائج ہو سکتی ہے۔

ابن جوزیؒ نے، اس میں کچھ اضافے کے ساتھ، موضوعات میں شامل کیا اور کہا "اس کے موضوع ہونے میں کسی کو شک نہیں"۔

امام ذہبیؒ، زین الدین عراقیؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ نے اس کے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اس کی نسبت مصطفیٰ کریم علیہ السلام، سیّدہ فاطمہؓ یا حضرت علی کی طرف کرنا کسی صاحب ایمان کے لیے درست نہیں۔ ان حضرات کی بلاغت ایسے پھسپھسے الفاظ اور بے ڈھنگی موضوع عبارت سے پاک ہے۔
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

تم بحمد اللہ!

اپنے موضوع پر لاجواب کتاب

درِ رسول ﷺ کی حاضری

یہ عالمِ اسلام کے نامور محدث و محقق ڈاکٹر محمد علوی مالکی کی عظیم کتاب "شفاء الفواد بزیارۃ خیر العباد" کا اردو ترجمہ ہے جس میں انہوں نے بارگاہِ نبوی میں حاضری کے بارے میں کتاب و سنت سے دلائل فراہم کرنے کے علاوہ آج تک وارد شدہ اعتراضات کا شافی جواب دیا ہے خصوصاً اس موضوع سے متعلقہ احادیث کے متن و سند پر جرح و قدح کا جو تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے وہ اسی کتاب کا حصہ ہے!

مترجم مفتی محمد خان قادری

-------- ..... --------

احکامِ تکلیفیہ فرض، واجب، سُنّت، مُستحب، مُباح، حرام، مکروہِ تحریمی و تنزیہی، اسائت، خلافِ اَولیٰ کے تفصیلی بیان پر مشتمل

معارفُ الاحکام

تصنیف

مفتی محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور
۱۔ فصیح روڈ۔ اسلامیہ پارک، سمن آباد، لاہور

عالمی دعوت اسلامی

مفتی محمد خان قادری

یہ کے نائب امیر

ری کی تصانیف

١١۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
١٢۔ 〃 〃 〃 جلد ششم
١٣۔ 〃 〃 〃 جلد ہفتم
١٤۔ صحابہ کی وصیتیں
١٥۔ شب قدر اور اسکی فضیلت
١٦۔ عورت کی امامت کا مسئلہ
١٧۔ نورِ خدا حلیمہ کی گود میں
١٨۔ منھاجُ النحو
١٩۔ منھاجُ المنطق
٢٠۔ اسلام میں چھُٹی کا تصور
٢١ نماز میں خشوع وخضوع حاصل کرنے کا طریقہ!

محافلِ نعت

عالمی دعوت اسلامیہ کے نائب امیر
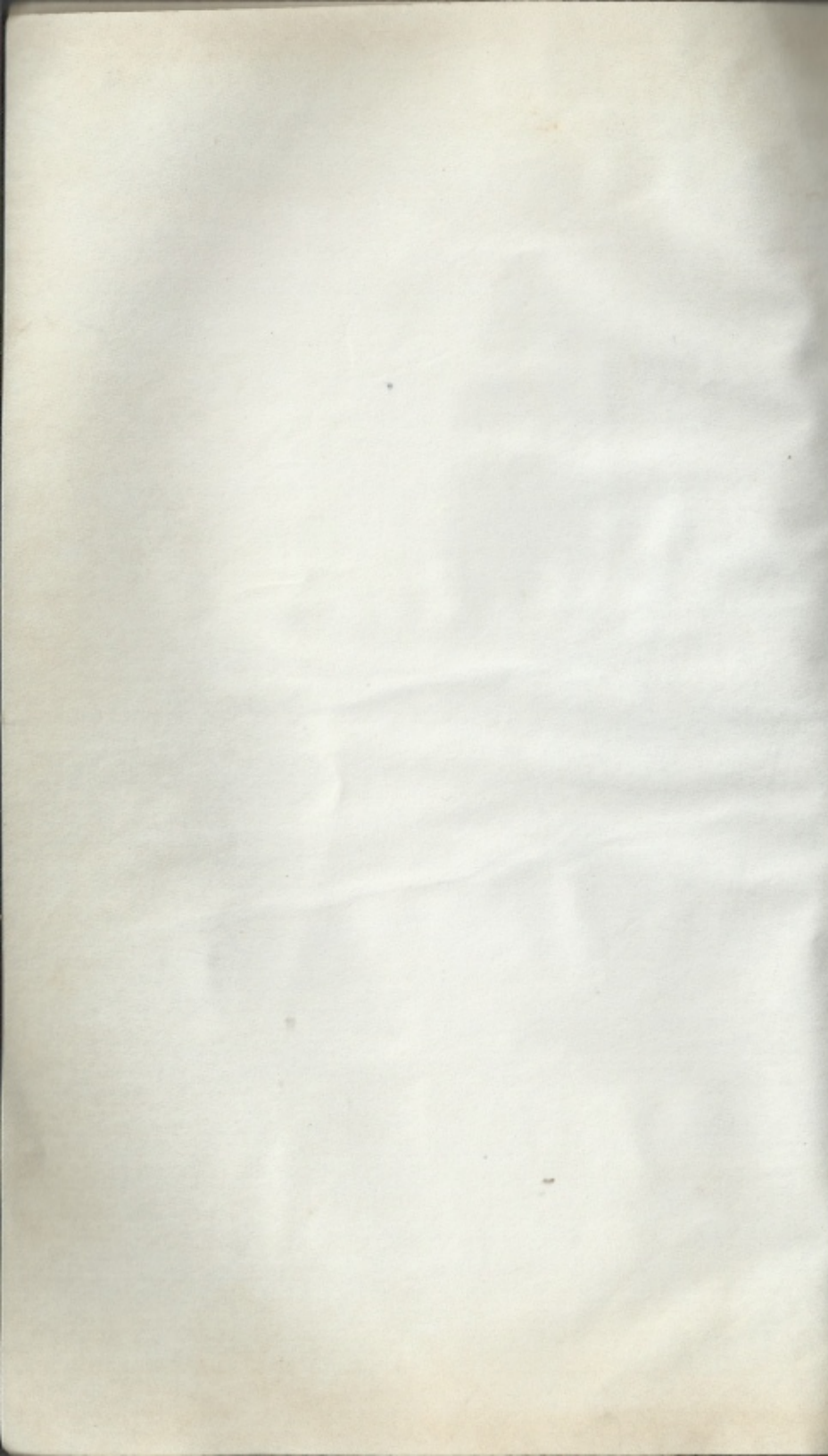
مفتی محمد خان قادری کی تصانیف

۱۔ شاہکارِ ربوبیت

۲۔ درِ رسول کی حاضری

۳۔ امتیازاتِ مصطفیٰ

۴۔ ایمانِ والدینِ مصطفیٰ

۵۔ شرحِ سلامِ رضا

۶۔ حضور علیہ السلام کا سفرِ حج

۷۔ ذخائرِ محمدیہ

۸۔ محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ

۹ فضائلِ نعلینِ رسول

۱۰۔ معارف الاحکام

۱۱۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم

۱۲۔ " " جلد ششم

۱۳۔ " " جلد ہفتم

۱۴۔ صحابہ کی وصیتیں

۱۵۔ شبِ قدر اور اسکی فضیلت

۱۶۔ عورت کی امامت کا مسئلہ

۱۷۔ نورِ خدا حلیمہ کی گود میں

۱۸۔ منہاجُ النحو

۱۹۔ منہاجُ المنطق

۲۰۔ اسلام میں چھٹی کا تصور

۲۱ نماز میں خشوع وخضوع حاصل کرنے کا طریقہ!

۲۲۔ صحابہ اور محافلِ نعت